سرکارِ دوعالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لیکر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان تک مشائخ قادریہ کے کمالات وکرامات پر مشتمل ایک مختصر مگر جامع تالیف

فیضانِ شجرۂ رضا

شیر بیشۂ قادریت، حضرت مولانا حافظ وقاری

عبد الرحمٰن خان قادری

مُدرس جامعہ رضویہ منظر اسلام، سوداگران، بریلی شریف

ناشر

- سُنّی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل یوکے
- انجمن گلشن غازیہ نوریہ، پیر بہوڑہ، بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرکار دو عالم ﷺ سے لے کر مرشد برحق حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان تک مشائخ قادریہ کے حالات وکرامات پر مشتمل

ایک مختصر مگر جامع تالیف

فیضانِ شجرۂ رضا

تالیف

شیر بیشۂ قادریت، حضرت مولانا، حافظ

وقاری عبد الرحمٰن خان قادری

مدرس جامعہ رضویہ منظر اسلام، سوداگران بریلی شریف

باہتمام

- محمد نذیر انور، جعفر علی۔ سنی رضوی سوسائٹی (انٹرنیشنل) ہالینڈ
- انجمن گلشن غازیہ نوریہ، بیر بہوڑہ، بریلی شریف

نام کتاب	:	فیضان شجرۂ رضا
نام مؤلف	:	علامہ مولانا، حافظ وقاری عبدالرحمٰن خان قادری رضوی
ایڈیٹر	:	ماہنامہ اعلیٰ حضرت، سوداگران بریلی شریف
موبائل نمبر	:	09719298786
ای میل	:	Email-qari.abdurrahman@gmail.com
ویب سائٹ	:	www.Abdulrahmankhanqadri.com
سال اشاعت	:	(دوبارہ) نومبر/۲۰۱۸ء بموقع عرس رضوی
معاونِ خصوصی	:	• حاجی محمد فرید صاحب، 289/ذخیرہ۔ بریلی شریف • الحاج امام نوشاد علی ہالینڈ
کمپوزنگ	:	محمد محمود عالم فاروقی مسجد بی جی بریلی شریف 9557580281
تعداد	:	۱۱۰۰
صفحات	:	۱۰۴
قیمت	:	

کتاب ملنے کے پتے

- رضا اکیڈمی۔۵۲، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی۔۹
- قادری کتاب گھر۔ اسلامیہ مارکیٹ بریلی
- مکتبہ المصطفیٰ۔ اسلامیہ مارکیٹ بریلی شریف
- مکتبہ رحمانیہ۔ درگاہ اعلیٰ حضرت۔ سوداگران بریلی شریف
- حاجی محمد فرید صاحب۔289 ذخیرہ بغیا، بریلی شریف

فہرست اسمائے مشائخِ سلسلہ

انتساب

اس مرشدِ کامل کے نام جو فِقہ و اِفتا میں بے مثال ہونے کے ساتھ ساتھ رُوحانیت کا علمبردار اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سچا وارث و جانشین تھا۔ جس کی نگاہِ ولایت نے ہزاروں گم گشتگانِ راہ کو ہدایت کی منزل عطا فرمائی۔ جو اپنے عہد کا ''مفتیِ اعظم'' بھی تھا اور ''مجدد اسلام'' بھی۔

عبدالرحمٰن خان قادری

بریلی شریف

شجرۂ عالیہ قادریہ، برکاتیہ رضویہ، حامدیہ، نوریہ

یا الٰہی رحم فرما مصطفےٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

سیّدِ سجّاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے۔ باقرِ علمِ ہدیٰ کے واسطے

مشکلیں حل کر، شہ مشکل کشا کے واسطے
کربلائیں رد، شہیدِ کربلا کے واسطے

صدقِ صادق کا تصدّق، صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہرِ معروف و سری، معروف دے بے خود سری
جُندِ حق میں گن۔ جُنیدِ باصفا کے واسطے

بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتّوں سے بچا
ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے

بُو الفرح کا صدقہ کر غم کو فرح، دے حسن وسعد
بو الحسن اور بو سعیدِ سعد زا کے واسطے

قادری کر، قادری رکھ، قادریوں میں اٹھا
قدرِ عبد القادرِ قدرت نما کے واسطے

اَحْسَنَ اللّٰہُ لَہٗ رِزْقًا سے دے رزقِ حسن
بندۂ رزّاق، تاج الاصفیا کے واسطے

نصرِ ابی صالح کا صدقہ، صالح و منصور رکھ
دے حیاتِ دیں، محیِ جاں فزا کے واسطے

طورِ عرفان و علو و حمد و حُسنیٰ و بہا
دے علی، موسیٰ، حسن، احمد، بہا کے واسطے

بہرِ ابراہیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشا کے واسطے

خانۂ دل کو ضیاء دے، روئے ایماں کو جمال
شہ ضیاء، مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے

دے محمد کے لئے روزی کر احمد کے لئے
خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کی مجھے برکات دے، برکات سے
عشقِ حق دے، عِشقیِ عِشق اِنتما کے واسطے

حبِّ اہلِ بیت دے، آلِ محمد کے لئے
کر شہیدِ عشق، حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا، تن کو ستھرا، جان کو پُر نور کر
اچھے پیارے، شمس دیں، بدرالعلیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر
حضرتِ آلِ رسولِ مقتدا کے واسطے

نور جان و نور ایماں، نور قبر و حشر دے
بو الحسینِ احمدِ نوری لِقا کے واسطے

کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے
میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے

حامد و محمود اور حمّاد و احمد کر مجھے
میرے مولیٰ حضرت حامد رضا کے واسطے

سایۂ جملہ مشائخ یا خدا مجھ پر رہے
رحم فرما آلِ رحمٰن مصطفٰے کے واسطے

یا خدا کر غوثِ اعظم کے غلاموں میں قبول
ہمشبیہ غوث اعظم مصطفٰے کے واسطے

صدقہ اِن اَعْیاں کا دے، ۶ چھ عَین، عِز، علم و عمل
عفو و عرفاں، عافیت اس بے نوا کے واسطے

☆☆☆☆☆

☆☆☆

(۱) یا الٰہی رحم فرما مصطفٰے کے واسطے

یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

تشریح:۔ اے میرے معبود اپنے محبوب، مصطفٰی جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے مجھ پر رحم فرما۔ اور اے اللہ کے رسول آپ خدائے پاک کے واسطے مجھ پر کرم فرمائیے۔

شجرۂ عالیہ کے اس پہلے شعر میں خدائے پاک سے اس کے حبیب کے طفیل رحمت کی بھیک طلب کی گئی ہے۔ اور رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم سے خدائے پاک کا واسطہ دے کر بخشش وکرم کی خیرات مانگی گئی ہے۔

خدائے پاک سے اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگنا، اور رسول پاک سے خدائے پاک کے واسطے سے مانگنا، ہمیشہ سے اہل حق اہلسنت و جماعت کا طریقہ رہا ہے۔ دورِ صحابہ سے لیکر دور حاضر تک اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں جو ''وسیلۂ مصطفٰے'' کا منکِر ہے۔ اس کی کوئی الگ شریعت ہوگی شریعت محمدی میں ''وسیلۂ مصطفٰے'' قبولیتِ دعا کیلئے مجرّب بھی ہے اور ضمانت بھی۔

بلاشبہ جو دعا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے۔ اور جو نعمت بارگاہ رسول سے حاصل ہوتی ہے وہ نعمتِ خداوندی ہی ہوتی ہے۔ اس لئے کہ رسول پاک کی عطا، خدائے پاک کی عطا ہے۔

رسول پاک خدائے پاک کی عطا سے ''مالک کونین'' ہیں۔ تمام خزانوں کی کنجیاں

آپ کے دست رسالت میں دے دی گئی ہیں احادیث طیبہ میں اس کی صراحت

موجود ہے۔

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

(حدائق بخشش)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت بارہ ۱۲/ربیع الاول بروز دوشنبہ (پیر) مطابق ۲۰/اپریل ۵۷۱ء صبح صادق کے وقت ہوئی۔ اور وصال بروز دوشنبہ ۱۲/ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ۸/جون ۶۳۲ء دوپہر کے وقت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں ہوا۔

سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات میں سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ ساری کائنات اور ہر مخلوق آپ کے نور سے پیدا کی گئی۔ آپ کے معجزات بے شمار ہیں۔ تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ساری مخلوق کو جو خوبیاں دی گئیں وہ سب آپ کی ذات والا صفات میں موجود۔

آپ کے فضائل و کمالات کا احاطہ ناممکن ہے۔ آپ ہر نقص و عیب سے پاک اور ہر خوبی و کمال کے جامع ہیں جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مخلوق سے کمتر بتائے۔ آپ کی شان اقدس میں معمولی سی بھی گستاخی کرے وہ کافر و مرتد ہے۔

(۲) مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے

کر بلائیں رد، شہیدِ کربلا کے واسطے

تشریح:۔ یاالٰہی، مولائے کائنات، حضرت علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل میری مشکلیں آسان فرما اور شہید کربلا، امام عالی مقام، سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے بلاؤں اور مصیبتوں کو ٹال دے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے سلسلۂ شجرۂ مبارکہ کے اس دوسرے شعر میں سلسلۂ طریقت کے مطابق ''شہ مشکل کشا'' یعنی مولیٰ علی شیر خدا اور آپ کے فرزند ارجمند ''شہید کربلا'' سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسمائے طیبہ نظم فرمائے ہیں۔

شہ مشکل کشا: مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت رجب المرجب کی ۱۳/ تاریخ بروز جمعہ مطابق ۵/ ۱ کتوبر ۵۹۹ء کو ہوئی۔

آپ کی شہادت:۔ ۲۱/ رمضان المبارک ۴۰ھ مطابق ۴/ فروری ۶۶۱ء کو ۶۳ سال کی عمر شریف میں ہوئی۔ امیر المومنین سیدنا مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلسلۂ عالیہ، قادریہ رضویہ کے دوسرے امام و شیخ طریقت اور خلفاء راشدین میں چوتھے خلیفۂ اجل ہیں۔ آپ کے فضائل ومناقب میں بہت سی آیات احادیث وارد ہیں۔

آپ کے والد کا نام ابو طالب اور دادا کا نام حضرت عبد المطلب ہے۔ ابو طالب نے آخر وقت تک اسلام قبول نہیں کیا اور حالت کفر ہی میں اس دار فانی سے رخصت ہوگئے۔ (تفصیل کیلئے اعلیٰ حضرت کی کتاب ''شرحُ المَطالِب'' کا مطالعہ کریں) یہ

سرکار دوعالم ﷺ کے حقیقی چچا تھے۔ لہذا حضرت علی آپ ﷺ کے چچازاد بھائی ہوئے۔

حضرت مولیٰ علی کے ساتھ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی لخت جگر سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح پڑھایا۔ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کے تیسرے امام وشیخ طریقت یعنی شہید کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ۴؍ شعبان المعظم ۴ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ (بعض کتابوں میں ۵؍شعبان بھی لکھا ہے) اورشہادت ۱۰؍محرم الحرام ۶۱ھ کوسرزمین کربلا پر ۵۶؍سال ۵؍ماہ کی عمر میں ہوئی۔ آپ سینۂ مبارک سے قدم مبارک تک بالکل حضور اکرم ﷺ کے مشابہ اور ایسے حسین وجمیل کہ جوآپ کودیکھتا آپ کا شیدا ہوجاتا۔ چہرۂ مبارک کا حسن وجمال ایسا کہ تاریک رات اورتاریک گھر میں روشن ستارے کی طرح چمکتا۔ اورلوگ اس کی روشنی میں راہ چلتے۔

(تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ)

امام عالی مقام نے اپنی اوراپنے گھربار کی قربانی پیش کر کے اپنے نانا رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ''دینِ متین'' کی حفاظت فرمائی۔ لہذا آپ کا مذہب اسلام اور قیامت تک کے تمام مسلمانوں پر احسانِ عظیم ہے۔ جسے مسلمان کبھی فراموش نہیں کرسکتے۔

(۳) سیدِ سجّاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علمِ حق دے باقرِ علمِ ہدیٰ کے واسطے

تشریح:۔ یاالٰہی! سید سجاد حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے میں مجھے ساجد (سجدہ کرنے والا) رکھ اور ''باقر علمِ ہدیٰ'' حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل دین و دنیا میں کامیاب کرنے والے ''علم حق'' کی دولت سے مالا مال فرما۔

سید سجّاد: حضرت امام زین العابدین، امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ اپنے والد گرامی حضرت امام حسین کے ساتھ کربلائے معلیٰ میں موجود تھے۔ اور سانحۂ کربلا کے وقت شدید بیمار تھے آپ کی ولادت ۵/شعبان ۳۸/ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی آپ کو ولید بن عبدالملک نے زہر دیا جس کے اثر سے ۱۸/محرم الحرام ۹۴ھ کو آپ کی شہادت ہوئی۔ مزار اقدس جنۃ البقیع قُبۂ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے۔

آپ نے اپنے والد گرامی حضرت امام عالی مقام کی شہادت کے بعد دنیا کی لذتوں کو بالکل ترک کردیا۔ اور یاد الٰہی میں مشغول رہتے۔ رات و دن کربلا کے واقعات اور اہل بیت کے مصائب یاد کرکے روتے رہتے۔ نہ دن کو چین نہ رات کو آرام تھا۔ جب والد بزرگوار کی شفقتیں اور کربلا کے واقعات یاد آتے تو روتے روتے بے خود ہوجاتے تھے۔

☆ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز اپنے مکان میں نماز نفل پڑھ رہے تھے کہ آپ کے مکان میں آگ لگ گئی۔ لوگ آگ بجھانے لگے مگر آپ اسی خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھتے رہے۔ آگ بجھنے کے بعد آپ نماز سے فارغ ہوئے۔ لوگوں نے عرض کیا حضور! مکان میں آگ لگ گئی تھی ہم لوگ بجھانے میں مصروف رہے۔ اور آپ نے آگ کی پرواہ تک نہ کی۔ ارشاد فرمایا "تم لوگ دنیا کی آگ بجھا رہے تھے اور میں آخرت کی آگ بجھانے میں مصروف تھا"

☆ ایک بار محرابِ عبادت میں شیطان سانپ کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اور آپ کے پیر کی انگلی کو دانتوں میں دبایا۔ تا کہ آپ کی عبادت میں خلل ہو۔ مگر آپ کی مشغولیت میں ذرا سا بھی فرق نہ آیا۔ آخر وہ نہایت پشیمان ہوکر دور ہوگیا اور یہ آواز فضا میں ۳ ر بار بلند ہوئی۔

اَنْتَ زَیْنُ الْعَابِدِیْن، اَنْتَ سَیِّدُ السَّاجِدِیْن آپ عابدوں کی زینت ہیں۔ آپ ساجدوں کے سردار ہیں۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کی سواری کی اونٹنی آپ کی قبر انور پہ سر ڈال کر پڑ گئی۔ اور اس کی آنکھوں سے لگاتار آنسو جاری وساری تھے۔ آپ کے صاحبزادہ عالی وقار حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بار بار اسے اٹھایا مگر وہ نہ اٹھی۔ اور روروکر مزار پاک ہی پر اس نے اپنی جان دے دی۔

<u>باقر علم ھدیٰ</u>: ۔ حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔آپ کی ولادت ۳، صفر المظفر ۵۷ھ بروز جمعہ مدینہ منورہ میں ہوئی اور وصال ۷، ذی الحجہ ۱۱۴ھ بروز دوشنبہ ۵۷ سال کی عمر میں ہوا۔آپ کا مزار مقدس جنۃ البقیع (قبرستان مدینہ منورہ) میں ہے۔

سید الانبیاء کا سلام:۔ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن صحابی رسول حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے میرے ہاتھ چومے اور کہا اے فرزند رسول تجھے تیرے جد کریم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام مبارک ہو۔ میں نے قصہ دریافت کیا تو حضرت جابر نے بتایا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تو میرے ایک فرزند سے جس کا نام "محمد" ہوگا ملاقات کرے گا جب ملاقات ہو تو میرا سلام کہنا۔(شواہد النبوۃ)

اس سے حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام و مرتبہ سمجھا جاسکتا ہے کہ جس ذات اقدس پر خدائے پاک، اس کے فرشتے اور کائنات کے تمام اہل حق سلام بھیجتے ہیں اسی ذات اقدس کی طرف سے آپ کو سلام آرہا ہے۔نیز سرکار کو علم تھا کہ حضرت جابر میرے فرزند "محمد باقر" کا زمانہ بھی پائیں گے اور اُن سے ملاقات بھی کریں گے۔اس سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا "علم غیب" بھی سمجھا جاسکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

(۴) صدقِ صادق کا تصدّق، صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

تشریح:۔ یاالٰہی! حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچائی کے طفیل مجھے اسلام میں سچا رکھ اور حضرت امام موسیٰ کاظم و امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے طفیل مجھ سے ناراض نہ ہو بلکہ ہمیشہ راضی رہ۔

☆ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ۱۷/ربیع الاول شریف ۸۰ھ بروز دوشنبہ کو مدینہ منورہ میں ہوئی اور ۱۵/رجب المرجب ۱۴۸ھ کو ۶۸/سال کی عمر میں زہر کے اثر سے آپ شہید ہوئے۔

آپ اس درجہ مستجاب الدعوات اور کثیر الکرامات تھے کہ آپ کو جب کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو بارگاہ الٰہی میں اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے۔ آپ کی دعا ختم ہونے سے پہلے وہ چیز آپ کے پہلو میں قدرتی طور پر موجود ہو جاتی۔

☆ آپ زیارتِ حرمین شریفین کیلئے جا رہے تھے کہ راستے میں کھجور کے ایک سوکھے ہوئے درخت کے پاس قیام کیا۔ چاشت کے وقت آپ نے اس سوکھے درخت سے تازہ کھجوریں طلب کیں۔ فوراً سوکھا ہوا درخت سرسبز و شاداب ہو گیا اور اس پر تازہ کھجوریں پیدا ہو گئیں۔ ایک اعرابی اس عظیم کرامت کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اور کہنے لگا ''یہ جادو ہے'' آپ نے فرمایا یہ جادو نہیں۔ اللہ ربُّ العزۃ نے مجھے وہ طاقت عطا فرمائی ہے کہ اگر میں دعا کر دوں تو تیری شکل کُتّے جیسی ہو جائے'' آپ کی زبانِ

کرامت سے یہ الفاظ نکلنا تھے کہ اعرابی کتے کی شکل میں تبدیل ہو گیا اعرابی اپنی یہ حالت دیکھ کر سخت پریشان اور نادم و شرمندہ ہو کر آپ سے معافی مانگنے لگا۔آپ نے اس پر رحم فرمایا اور دعا کی تب وہ اپنی اصلی حالت پر واپس ہوا۔(تذکرۂ مشائخ قادریہ)

☆ایک مرتبہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک گدڑی پہنے ہوئے مدینۂ منورہ سے کعبۂ معظمہ تشریف لے جا رہے تھے۔ہاتھ میں صرف ایک تاملوٹ (پانی کا برتن) اس کے سوا کچھ نہیں۔حضرت شفیق بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا۔دل میں خیال آیا کہ یہ فقیر اپنا بوجھ دوسروں پر ڈالنا چاہتا ہے'' حضرت شفیق بلخی کے دل میں یہ وسوسہ آتے ہی حضرت امام نے فرمایا ''شفیق بچو گمانوں سے بعض گمان گناہ ہوتے ہیں''

نام بتانے اور وسوسۂ دل پر آگاہ ہونے سے حضرت شفیق کو آپ سے نہایت عقیدت ہوگئی اور امام کے ساتھ ہو گئے۔راستے میں ایک ٹیلے پر پہونچ کر امام نے تھوڑا ریت لیکر تاملوٹ میں گھول کر پیا۔اور حضرت شفیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی پینے کو فرمایا۔وہ انکار نہ کر سکے۔جب پیا تو ایسے نفیس، لذیذ اور خوشبودار ستو تھے کہ عمر میں نہ دیکھے، نہ پیئے، نہ سنے۔

ایک روز حضرت شفیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسجد حرام شریف میں دیکھا کہ ایک صاحب بیش قیمت لباس پہنے درس دے رہے ہیں لوگوں سے پوچھا کہ کون بزرگ ہیں؟ کسی نے کہا امام جعفر صادق، ابن رسول اللہ ﷺ۔جب تخلیہ ہوا تو حضرت شفیق

نے پوچھا حضور یہ کیا ماجرا ہے؟ کہ راستے میں آپ کو ایک گدڑی پہنے دیکھا تھا اور اس وقت یہ قیمتی لباس پہنے دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے دامنِ مبارک اٹھایا تو نیچے وہی گدڑی پہنے ہوئے تھے۔ فرمایا یہ قیمتی لباس تمہارے دکھانے کو ہے اور یہ گدڑی اللہ کیلئے ہے۔

(الملفوظ ج ۲)

آپ کا مزار شریف جنۃ البقیع میں آپ کے والد ماجد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں ہے۔

☆ حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام ''ابوا'' میں ۷/ صفر المظفر ۱۲۸ھ کو ہوئی اور بتاریخ ۵/ رجب المرجب ۱۸۳ھ کو جمعہ کے دن ۵۵/ سال کی عمر میں ہارون رشید کے دور خلافت میں شہادت پائی۔

آپ کے والد ماجد حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے فرزندوں میں موسیٰ کاظم بہترین فرزند ہیں اور وہ اللہ کے موتیوں میں سے ایک موتی ہیں۔ حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک منہ سے جو نکل جاتا رب قدیر اسے پورا فرما دیتا۔ ایک مرتبہ آپ خلیفہ ہارون رشید کی محفل میں تشریف فرما تھے۔ درمیان گفتگو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصائے مبارک کے کمالات کا ذکر نکل آیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ''میں اگر شیر کی اس تصویر کو جو

قالین پر بنی ہے حکم دے دوں کہ اصلی شیر بن جا" یہ جملہ اتنا ہی ابھی آپ کی زبان سے ادا ہوا تھا کہ وہ تصویر "اصلی شیر" بن کر محفل میں کھڑی ہوگئی۔ آپ نے اس شیر سے کہا کہ "ٹھہر جا! میں نے ابھی تجھے "اصلی شیر بننے کا حکم نہیں دیا ہے" بس اتنا کہنا تھا کہ وہ "زندہ شیر" فوراً قالین کی تصویر بن گیا۔

(تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ)

☆**حضرت سیدنا امام علی رضا** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش مدینہ منورہ میں ۱۱ر ربیع الاول ۱۵۳ھ بروز جمعرات کو ہوئی اور آپ کی شہادت انگور میں زہر ملا کر دینے کے اثر سے ۲۱ر رمضان المبارک ۲۰۸ھ بروز جمعہ ۵۵ر سال کی عمر میں ہوئی آپ کا مزار اقدس طوس میں (بغداد معلیٰ کے قریب) ہے جس کو اب "مشہد مقدس" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

آپ کے علم وفضل، عجز وانکساری اور اعلیٰ قدر ومنزلت کی وجہ تھی کہ خلیفہ مامون نے آپ سے متاثر ہو کر اپنی بیٹی ام حبیب کا عقد آپ کے ساتھ کیا۔ اور اپنی ساری مملکت میں آپ کو شریک ٹھہرایا۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆

(۵) بہرِ معروف و سری معروف دے بے خود سَری
جُندِ حق میں گِن جُنیدِ باصفا کے واسطے

تشریح:۔ یاالٰہی! حضرت سیدنا شیخ معروف کرخی اور حضرت شیخ سرّی سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے طفیل مجھے غرور وتکبر سے بچا کر نیکیوں کی توفیق دے اور حضرت شیخ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے میں مجھے سچوں کے سچے گروہ میں شمار کر۔

حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش مقام ''کرخ'' میں ہوئی کافی تلاش کے باوجود آپ کی تاریخ پیدائش نہ مل سکی۔ آپ کا نام ''اسد الدین'' ہے لیکن ''معروف کرخی'' کے نام سے آپ بہت مشہور ہیں۔ آپ ابتداءً غیر مسلم تھے حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ الحمد للہ آپ کی برکتِ ایمان سے آپ کے والدین بھی مسلمان ہو گئے۔

حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ بابرکت میں رہ کر آپ نے سلوک و معرفت کی منزلیں طے کیں۔ اپنے مشائخ کی نگاہ ولایت کے فیضان سے آپ ولایت و معرفت کی اعلیٰ منزل پر فائز ہوئے۔ آپ کا مقام کتنا بلند و بالا ہے اس کا اندازہ حضرت شیخ سِرّی سَقَطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس ارشاد سے لگایا

جاسکتا ہے۔فرماتے ہیں:

’’جب تجھے کوئی حاجت درپیش ہوتو تو اپنے رب سے حضرت شیخ معروف کرخی کے طفیل حاجت روائی کی دعا کر، تیری دعا اسی وقت قبول ہو جائے گی۔

حضرت شیخ معروف کرخی کا وصال ۲/محرم الحرام ۲۰۰ھ کو خلیفۂ عباسی مامون رشید کے دور میں ہوا۔مزار مبارک بغداد شریف میں زیارت گاہ عوام وخواص ہے۔

☆**حضرت شیخ سرّی سقطی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ۱۵۵ھ میں ہوئی اور وصال ۱۳/رمضان المبارک ۲۵۳ھ کو بغداد شریف میں ہوا۔مزار شریف بھی بغداد شریف میں ہے۔آپ کا نام ’’سِرُّ الدین‘‘ کنیت ابوالحسن اور مشہور نام ’’سِرّی سَقَطی‘‘ ہے آپ حضرت شیخ معروف کرخی کے مرید وخلیفہ تھے۔اور اُنہی سے ظاہری وباطنی علوم حاصل کیے۔حضرت شیخ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ سرّی سقطی سے زیادہ عابد وزاہد کسی کو نہیں دیکھا کہ آپ کی عمر شریف ۹۸/سال کی ہوئی مگر وقت موت کے علاوہ کبھی آپ کو لیٹے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

☆سید الطائفہ **حضرت جنید بغدادی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت بغداد معلیٰ میں ۲۱۸ھ کو ہوئی اور وصال ۲۷/رجب المرجب ۲۹۷ھ جمعۃ المبارکہ کو ہوا۔مزار پُرانوار بغداد مقدس میں مرجع خلائق ہے۔آپ کا نام نامی اسم

گرامی جنید بغدادی، کنیت ابو القاسم ہے مگر آپ ''سید الطائفہ'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ عشق وتقویٰ میں بے مثال اور طریقت میں مجتہدِ عصر تھے۔ سلوک کی اتنی عظیم اور بلند و بالا منزل پر فائز ہونے کے باوجود آپ کے اخلاق حسنہ کا یہ عالم تھا کہ اپنے سے کم درجے والوں کے ساتھ بھی نہایت اخلاق ومحبت، خندہ پیشانی اور لطف وکرم کے ساتھ ملتے تھے۔ آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے مگر جب آپ کے برادران طریقت آجاتے تو روزہ نہ رکھتے اور فرماتے کہ اپنے اسلامی بھائیوں کی خاطر و مدارات ان نفلی روزوں سے بہتر ہے۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆

(۶) بہر شبلی شیرِ حق، دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ، "عبدِ واحد بے ریا" کے واسطے

تشریح:۔ یاالٰہی! حضرت شیخ ابوبکر شبلی شیر حق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے مجھے دنیا کے کتوں (بدعقیدوں، بدمذہبوں) سے محفوظ رکھ اور حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جن کا ہر عمل دکھاوے سے پاک ہے) کے صدقے میں ہر جائی ہونے سے بچا اور حقانیت کا شیدائی رکھ۔

☆**حضرت شیخ ابوبکر شبلی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی "جعفر" ہے آپ کی ولادت باسعادت ۲۴۷ھ مطابق ۸۶۱ء میں اور وصال ۲۷/ذی الحجہ ۳۳۴ھ مطابق ۹۵۵ء شب جمعہ ۸۸/سال کی عمر پاک میں ہوا۔ مزار مبارک بغداد شریف کے مقام سامرہ میں ہے۔

آپ ہمیشہ جام معرفت سے سرشار رہتے لوگ آپ کو دیوانہ سمجھتے اور اسپتال میں داخل کر کے مقید کر دیتے۔

ایک مرتبہ آپ زخمی ہو گئے۔ آپ کے زخم سے خون کا جو قطرہ نیچے گرتا، اس سے "اللہ" لکھ جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آنکھوں کے سامنے سے حجابات ہٹا دیئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میں جب بازار سے گزرتا ہوں تو ہر نیک و بد کو پہچانتا ہوں۔ اور لوگوں کی پیشانیوں پر "سعید و شقی" نیک اور بد بخت لکھا ہوا دیکھتا ہوں۔

حضرت شیخ ابو بکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد ایک بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا حضور! نکیرین کے ساتھ کیسا معاملہ پیش آیا؟ آپ نے فرمایا کہ نکیرین نے سوال کیا۔ بتا تیرا رب کون ہے؟ میں نے جواب دیا "میرا رب وہی ہے جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ پھر فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا اور حکم خداوندی سے منہ موڑا۔ اس وقت میں حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا۔" میرا یہ جواب سن کر نکیرین یہ کہکر چلے گئے کہ اس نے تو تمام اولاد آدم کی طرف سے جواب دے دیا۔

☆حضرت شیخ ابو الفضل عبد الواحد تمیمی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ ولادت حاصل نہ ہو سکی۔ آپ کا وصال خلیفہ عباسی "القَائِمُ بِاَمْرِ الله" کے دور خلافت میں ۲۶/ جمادی الآخر بروز جمعہ ۴۲۵ھ کو ہوا۔ بغداد شریف حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقبرۂ انور میں مزار پُر انوار ہے۔

آپ کے عادات وخصائل آپ کے شیخ کامل حضرت شیخ ابو بکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق تھے۔ عبادت وریاضت، تقویٰ وطہارت میں یگانۂ روزگار تھے۔ مرشد کامل کے وصال کے بعد تقریباً ۹۰/ سال تک مسند رُشد وہدایت پر فائز رہے۔

☆☆☆☆

(۷) بُو الفَرح کا صدقہ، کرغم کو فرح، دے "حسن وسعد"
بُوالحسن اور بُوسعید سَعدْ زَا کے واسطے

تشریح:۔ یاالٰہی! حضرت شیخ ابوالفرح محمد یوسف طرطوسی کا صدقہ عطا فرما یعنی میرے غم کو خوشی میں بدل دے۔اور حضرت شیخ ابراہیم ابوالحسن علی ہاشمی اوران کے خلیفۂ اجل، سعادت دینے والے، حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے واسطے سے مجھے ظاہری وباطنی حُسن اوردنیاوآخرت میں نیک بختی عطافرما۔

☆حضرت شیخ ابوالفرح محمد یوسف طرطوسی

قُدِّس سِرُّہٗ کے والدگرامی کانام حضرت شیخ عبداللہ طرطوسی تھا۔آپ اپنے شیخ کامل حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقبول ترین خلیفہ ومرید تھے۔آپ کی ولادت کی تاریخ تلاش بسیار کے بعدبھی نہ مل سکی۔البتہ آپ کی تاریخ وصال تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ میں ۳/شعبان المعظم بروز ہفتہ ۴۴۷ھ لکھی گئی ہے۔

☆حضرت شیخ ابوالحسن ابراھیم علی ھاشمی قُدِّسَ

سِرُّہٗ کی ولادت باسعادت ۴۰۹ھ میں ہوئی۔اوروصال یکم محرم الحرام بروزاتوار بوقت صبح صادق ۴۸۶ھ میں ہوا۔مزارشریف بغدادشریف سے قریب "ہکّار بشی" میں زیارت گاہ عام وخاص ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن ہاشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ دن کو روزہ دار اور رات کو عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ ہر تیسرے دن پر کھانا تناول فرماتے۔ رات کو نماز عشاء کے بعد تلاوت قرآن عظیم شروع کرتے اور نماز تہجد تک دس قرآن عظیم ختم کر لیتے۔ یقیناً یہ ان پر ان کے رب کا خصوصی انعام ہے۔ ایک رات میں دس قرآن عظیم ختم کر لینا انسانی طاقت سے باہر ہے یہ کام وہی کر سکتا ہے جو خداداد صلاحیت و کرامت کا مالک ہو۔ حضرت شیخ ابوالحسن۔ اللہ کے مقبول ومحبوب بندے تھے۔ ولی کامل تھے۔ امتِ مُصطفوی میں ایک قابل فخر مرد کامل تھے۔ رہنمائے اہل حق تھے۔ متاعِ اہل عرفان تھے۔ دلیلِ عارفین تھے۔ سراپا کرامت و سعادت تھے۔ رسول پاک ﷺ کا ایک روشن وتابناک اور زندہ وتابندہ معجزہ تھے۔

☆ سلطان الاولیاء حضرت شیخ ابو سعید مخزومی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت بغداد مقدس میں ہوئی۔ اور بغداد مقدس ہی میں ۲۷ رشعبان المعظم بروز دوشنبہ ۵۱۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار اقدس آپ کے قائم کردہ مدرسہ "بَابُ الاِزْج" بغداد معلّٰی میں فیض بخش عام ہے۔

آپ حنبلی المذہب تھے۔ آپ نے اپنی حیات مبارکہ ہی میں اپنا قائم کردہ مدرسہ "بَابُ الاِزْج" سرکار غوث اعظم کے حوالے کردیا۔ جس میں آپ نے عمر بھر درس و تدریس کی خدمات انجام دیں۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادگانِ والا تبار نے بھی اس مدرسے میں بیٹھ کر تشنگان علم کو جام علم و معرفت سے شاد کام کیا۔

آپ کی توجّہِ باطنی اور فیض رسانی کا یہ عالم تھا کہ جس پر نظر کرم ڈالدی اس کا بیڑا پار ہوگیا۔ جس سے مصافحہ کرلیا۔ اسے دنیوی مصائب و آلام سے محفوظ فرما کر عارف حق بنادیا۔ جس سے معانقہ کرلیا اسے دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بے خبر کرکے اس کا سینہ علوم معرفت کا گنجینہ بنادیا۔ اور اُسے آن واحد میں قرب خداوندی کی عظیم نعمت سے سرفراز کردیا۔ جو ان کی "صحبتِ بافیض" میں آیا اسے وقت کا رہنما اور "ولی باصفا" بنادیا۔

آپ حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی، سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شیخ طریقت ہیں۔ سرکار غوث اعظم نے آپ کے بڑے فضائل و مناقب اور محاسن و کمالات بیان فرمائے ہیں۔ اس سے آپ کی عظمت و برتری، ولایت و بزرگی ظاہر و باہر ہے۔ اور آپ نے اپنے ارادت مندوں میں اپنے خلیفۂ اعظم سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف و توصیف اور مدح و ستائش بیان کی ہے۔ جس سے سرکار غوث اعظم کے مقام بلند، درجۂ علیا اور رتبۂ عظمیٰ کا اندازہ بآسانی لگایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"شیخ عبد القادر نے مجھ سے خرقہ پہنا اور میں نے ان سے۔ شیخ عبد القادر نے مجھ سے تبرک لیا اور میں نے ان سے۔ شیخ عبد القادر میرا ایسا عجمی خلیفہ ہے کہ جس کا قدم ولایت تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہوگا اور تمام اولیاء اس کا قدم اپنی گردن پر رکھنا اپنی سعادت سمجھیں گے"۔

(تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ)

(۸) قادری کر، قادری رکھ، قادریوں میں اٹھا

قدرِ عبدالقادرِ قدرت نُما کے واسطے

تشریح:۔ یاالٰہی! قدرتِ خداوندی کا جلوہ دکھانے والے، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی سرکارغوث اعظم بغدادی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے مرتبۂ عالی کا تجھے واسطہ" مجھے قادری کر" یعنی سرکارغوث اعظم کی تعلیمات ومشرب کا صحیح معنی میں عامل بنا۔ اس دنیا میں تازندگی قادری رکھ اور قیامت کے دن قادریوں میں ہی اٹھا۔

☆ قطب الاقطاب، غوث الاغواث، سرکارغوث اعظم، **شیخ سیدنا عبد القادر جیلانی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت یکم رمضان المبارک بروز جمعہ ۴۷۰ھ مطابق ۱۰۷۰ء کو قصبہ گیلان میں ہوئی۔ اورآپ کاوصال ۱۱ ریا ۱۷ ربیع الثانی ۵۶۱ھ مطابق ۱۱۶۶ء کو بغدادشریف میں ہوا۔

آپ کی نماز جنازہ آپ کے شہزادۂ جلیل حضرت سید سیف الدین عبد الوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔ آپ کے جنازۂ مبارکہ میں بے شمار لوگوں نے شرکت کی۔ بغدادشریف میں کوئی ایسا شخص نہ تھا جوشریک جنازہ نہ ہوا ہو۔ مزار اقدس بغداد معلّٰی میں فیض بخش عوام وخواص ہے۔

آپ کانام نامی اسم گرامی، **سید عبد القادر** ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام "ابُو صالح موسیٰ جنگی دوست" اور والدۂ محترمہ کانام "اُمّ الخیر فاطمہ" ہے۔ آپ حَسَنِی حُسَیْنِی، یعنی والد ماجد کی طرف سے حَسَنِی (کہ سلسلۂ نسب سیدنا امام

حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے) اور والدۂ ماجدہ کی جانب سے حُسینی (کہ سلسلۂ نسب سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے) ہیں۔

آپ کے جسم مبارک پر کبھی مکھی نہیں بیٹھتی تھی، پسینے سے فرحت بخش خوشبو آتی تھی، اور بول و براز کو زمین نگل جاتی تھی۔ ایک دن لوگوں نے بارگاہ غوثیت میں عرض کیا۔ حضور یہ تمام صفات تو آپ کے جدِّ کریم، رؤف ورحیم، علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ہیں۔ آپ نے اپنی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:
رب کائنات کی قسم، یہ وجود "عبدالقادر" کا نہیں بلکہ جدِّ امجد، رسولِ برحق، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔

اس بات میں اشارہ ہے کہ " فَنَافِیُ الرَّسُول " کی صفت آپ کے اندر بدرجہ کمال موجود ہے۔ آپ ذات و کمالِ محمدی میں اس درجہ فنا ہوگئے تھے کہ آپ کا جسم بظاہر "جسم پاکِ محمدی" کی طرح ہوگیا۔

(تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ 232)

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اولیاء ماقبل ومابعد کے سردار ہیں۔ سبھی اولیاء کرام و مشائخ عظام نے آپ کو بزرگ و برتر اور اپنا پیشوا و حاکم مانا۔ آپ نے بحکم خداوندی اپنا قدمِ ولایت جملہ اولیاء کی گردنوں پر رکھنے کا اعلان کیا تو تمام اولیاء نے اسے تسلیم کیا۔ اور آپ کی شان و عظمت اور ولایت و روحانیت کے سامنے اپنی گردنیں بچھا دیں۔

آپ مظہرِ ذاتِ محمدی ہیں۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ پر خصو
انعامات کی بارش فرمائی۔ بارہا خلعت ونعمت وعزت وعظمت سے نوازا۔ جو
غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سچا شیدائی وفدائی اور دل سے وفادار وجاں
ہے۔ خدا کی قسم وہ دونوں جہاں میں خدا اور رسول کی رحمتوں کا حقدار ہے۔ اور جو گستا
غوثِ اعظم ہے وہ ہرگز کسی فلاح کو نہیں پہونچ سکتا، سرکار دو عالم اس سے سخ
ناراض ہیں وہ اللہ ورسول کی لعنتوں کا حقدار ہے۔

ربّ قدیر بطفیلِ رسولِ خبیر، سرکار غوث اعظم کی محبت وعقیدت میں اضافہ فرمائے ا
دونوں جہاں میں آپ کا فیضانِ ولایت مرحمت فرمائے۔

سرکار غوث اعظم نے بحکمِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم چار شادیاں کیں۔ آپ کے
۲۷/صاحبزادے اور ۲۲/صاحبزادیاں (کل اولاد کی تعداد ۴۹) ہے۔ آپ نے اپ
۹۱/سالہ عمر پاک میں ۵۰۰ سے زائد یہودیوں وعیسائیوں کو داخلِ اسلام کیا اور ایک
لاکھ سے زیادہ چوروں، لٹیروں، فاسقوں اور بدکاروں نے آپ کے دستِ حق
پرست پر توبہ کی۔ جبکہ بے شمار اہل طلب نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ لاتعداد
تشنگان معرفت کو آپ نے اپنے دستِ غوثیت سے جام معرفت پلا کر سرشار کیا۔ آپ
کے فیضان والطاف وعنایات ونوازشات کا سلسلہ کل بھی جاری تھا، آج بھی جاری
ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا۔ آپ کا مزار پُر انوار سرچشمۂ فیضان ہے۔ آپ کے
سلسلۂ عالیہ کے خلفاء آپ کا فیض بانٹ رہے ہیں۔ آپ کے نام مبارک کا فیضان،

آپ کی ولایت وغوثیت کا فیضان، ہمیشہ جاری وساری رہے گا۔کل کی طرح آج بھی وہ اپنے چاہنے والوں کی دستگیری فرمانے پر قادر ہیں۔ان کا غلام جب بھی جہاں سے بھی، اور جس حال میں بھی انہیں پکارے اور ان سے مدد طلب کرے وہ اس کی پکار سنتے اور مدد فرماتے ہیں۔ان کو اپنے ارادت مندوں کا ہر وقت ہر حال میں خیال رہتا ہے۔وہ دنیا وآخرت میں اپنے ارادت مندوں کے حاجت روا، مشکل کشا، دادرس، فریادرس، حامی وناصر اور معین ومددگار ہیں۔

ایک عظیم کرامت

ایک دن سیدنا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار تشریف لے جا رہے تھے۔آپ نے راستے میں دیکھا کہ ایک نصرانی اور ایک مسلمان اپنے اپنے پیغمبر کی فضیلت ثابت کرنے میں دلائل پیش کر رہے ہیں۔آخر میں نصرانی نے کہا کہ میرے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قُمْ باذنِ الله کہکر مردے زندہ کر دیتے۔ بتاؤ تمہارے پیغمبر نے کتنے مردے زندہ کئے؟ یہ سن کر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جوش آگیا اور نصرانی سے ارشاد فرمایا۔کہ میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ معجزہ یہ ہے کہ ان کے ادنیٰ خادم مُردوں کو جلا سکتے ہیں۔تو جس مُردے کو کہے اُسے میں ابھی زندہ کر دوں۔یہ سن کر نصرانی آپ کو ایک بہت پرانے قبرستان میں لے گیا۔اور ایک بہت پرانی قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ”آپ اس قبر کے مردے کو زندہ کر دیں“

آپ نے فرمایا یہ قبر ایک قوّال کی ہے۔ سن! اے نصرانی! تیرے پیغمبر مردوں کو جلانے کے لئے قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ (اٹھ اللہ کے حکم سے) کہتے تھے اور میں قُمْ بِاِذْنِیْ (اٹھ میرے حکم سے) کہتا ہوں۔ آپ کا اتنا کہنا تھا کہ قبر شق ہوئی اور صاحب قبر قوالی گاتا ہوا اپنی قبر سے باہر نکل آیا۔ اور کلمۂ شہادت ادا کیا۔ یہ زبردست کرامت دیکھ کر نصرانی نے بصدقِ دل اسلام قبول کیا اور آپ کے خادموں میں شامل ہوگیا۔

(تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ 240)

غور فرمایئے! یہ کون سی منزل ہے کہ آپ ''اپنے حکم سے'' مُردے زندہ کر رہے ہیں یقیناً یہ وہ منزل ہے جہاں فائز ہونے کے بعد بندے کی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ پکڑتا اپنے ہاتھ سے ہے۔ مگر گرفت اللہ کی ہوتی ہے۔ بندہ دیکھتا اپنی آنکھ سے ہے مگر دیکھنا اللہ کا ہوتا ہے۔ بندہ بولتا اپنی زبان سے ہے مگر کلام اللہ کا ہوتا ہے۔ (مفہوم حدیث قدسی بخاری شریف)

اسی منزل پر سرکار غوث اعظم فائز تھے کہ زبان اُن کی تھی اور ارشاد ربّ کائنات کا تھا۔ سچ کہا مولائے روم نے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

☆ زندہ کرنے سے پہلے اپنے خداداد علم سے جان کر بتا دینا کہ یہ ایک قوال کی قبر

ہے۔آپ کی غیب دانی کا پتہ دیتا ہے کہ قبر کے اندر کے حالات اور برسہا برس قبل اُس کی زندگی کے معمولات بھی آپ کی چشمِ ولایت سے پوشیدہ نہیں تو جب غوث اعظم کا یہ حال ہے تو اُن کے جدّ اکرم، رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت اور غیب دانی کا عالم کیا ہوگا ع

خدام کا جب یہ عالم ہے۔سرکار کا عالم کیا ہوگا

ختم قادریہ

مشکلات ومصائب کو دور کرنے اور معاملات کو سَر کرنے کے لئے نہایت مجرّب اور زوداثر (تجربہ کیا ہوا اور جلد اثر دکھانے والا) ہے۔اس کے دو طریقے ہیں۔

☆ایک تو یہ کہ کامل طہارت پاکیزگی اور خشوع وخضوع (دل لگا کر) کے ساتھ پاک وصاف مقام پر بیٹھ کر ایک ہی بار میں، ۱۴۱ر مرتبہ سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (پوری سورہ) اول وآخر ۱۱/۱۱ مرتبہ درود غوثیہ پڑھے۔ پڑھ کر سب کا ثواب روحِ سرکار غوث اعظم کو بخشے اور آپ کے صدقے میں خدائے وحدہٗ قدوس سے اپنے مقصد کے لئے دعا کرے۔یہ عمل سات ۷/دن تک کرے تو بہتر ہے۔

☆دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پاکی صافی اور وضو کی حالت میں ایک ہی جلسے میں ۱/ہزار مرتبہ سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ اول آخر ۱۱/۱۱ بار درود غوثیہ پڑھے، بعدہٗ اس کا ثواب سرکار غوث اعظم کی بارگاہ غوثیت میں نذر کرے۔اور خدائے وحدہٗ قدوس سے اپنے مقصد کے لئے نہایت عاجزی کے ساتھ دعا کرے۔(چند افراد شامل ہوسکتے ہیں)

سرکارغوث اعظم کے چند اقوال زرّیں

☆ تمام خوبیوں کا مجموعہ علم سیکھنا، اور عمل کرنا، پھر دوسروں کو سکھانا ہے۔

☆ اے عالم ! اپنے علم کو دنیاداروں کے پاس بیٹھ بیٹھ کر میلا نہ کر۔

☆ مومن اپنے اہل وعیال کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑتا ہے اور منافق اپنے درہم و دینار (دولت) پر۔

☆ مومن جتنا بوڑھا ہوتا ہے اس کا ایمان اتنا ہی طاقتور ہوتا ہے۔

☆ دنیادار دنیا کے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور دنیا اہل اللہ کے پیچھے۔

☆ بے ادب خالق ومخلوق دونوں کا معتوب ہے۔

(۹) احسنَ اللہُ لَہٗ رِزْقاً سے دے رزقِ حَسَن
بندۂ رزّاق تاج الاصفِیا کے واسطے

تشریح:۔ یا الٰہی! تو نے قرآن عظیم میں مومن صالح کو رزق حسن (اچھا رزق) دینے کا وعدہ کیا ہے۔ لہذا تاج الاصفیا، مومن کامل حضرت شیخ سیدنا عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل مجھے اچھا رزق عطا فرما۔

☆ تاج الاصفیاء حضرت شیخ سیدنا عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش بغداد مقدس میں ۱۴/ رجب ۵۲۸ھ کو ہوئی اور وصال ۶/ شوال المکرّم ۶۲۳ھ کو ہوا۔ مزار اقدس بغداد مقدس میں مرجع خلائق ہے۔

زبردست کرامت

حضرت شیخ سیدنا عبدالرزاق تاج الاصفیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اور میرے والد بزرگوار سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز جمعہ کے لئے نکلے۔ راستے میں دیکھا کہ ایک سپاہی خلیفۂ وقت کے لئے جانوروں پر شراب لادے ہوئے لے جا رہا ہے۔

سرکار غوث اعظم کی چشم ولایت نے دیکھ لیا کہ جانوروں پر لدے ہوئے برتنوں میں شراب ہے۔ لہذا آپ نے سپاہی کو آواز دی۔ سپاہی نے خوف وندامت کی وجہ سے رکنا مناسب نہیں سمجھا۔ جب سپاہی نہیں رُکا تو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے جانوروں سے فرمایا کہ ''خدائے تعالیٰ کے حکم سے رک جاؤ'' جانور فوراً کھڑے ہو گئے۔ سپاہی نے لاکھ کوشش کی مگر جانور اپنی جگہ سے قطعاً نہ ہلے۔

سپاہی کو نہ رکنے کی یہ سزا ملی کہ فوراً اسے دردِ قولنج نے گرفتار کرلیا اور وہ زمین پر 'ماہئ بے آب'' کی طرح تڑپنے لگا۔ اور معافی کی فریاد کرنے لگا۔ آپ نے دعا فرمائی جس سے اس کا درد جاتا رہا۔ اور وہ شراب ''سرکے'' میں تبدیل ہو گئی۔ جب یہ خبر خلیفۂ وقت کو پہونچی تو وہ بھی شراب نوشی سے تائب ہو گیا۔

حضرت شیخ سیدنا عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔ آپ کے پانچویں صاحبزادے حضرت شیخ جمال اللہ قادری بغدادی آج بھی حیات ظاہری کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور " حیاتُ المیر " کے نام سے مشہور ہیں۔ اکثر اُن کا قیام دیارِ ثمر قند میں رہتا ہے۔ بے شمار اولیاء اللہ ان کے مرید ہیں۔ حضرت شیخ سیدنا جمال اللہ قادری فرماتے ہیں کہ میرے جد مکرم (دادا جان) حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے دیکھ کر اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

''اے جمال اللہ! تیری عمر بڑی ہے، جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پائے تو میرا سلام ان کی خدمت میں پہونچانا''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت وخدمت کا شرف حاصل ہوگا۔ اور اپنے دادا جان کی امانت (سلام) ان تک پہنچاؤں گا۔

(تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ 260)

(۱۰) نصرِ ابی صالح کا صدقہ، صالح و منصور رکھ
دے حیاتِ دیں محیِ جاں فزا کے واسطے

تشریح: ۔ یاالٰہی! حضرت سیدنا شیخ عبداللہ نصر ابُو صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے میں نیک اور منصوُر (مدد یافتہ) رکھ، اور جان کو روشن کرنے والے حضرت سیدنا شیخ محی الدین ابونصر محمد رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے دینی زندگی عطا فرما۔

☆حضرت سیدنا شیخ عبداللہ نصر ابُو صالح، عماد الدین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی ولادت بغداد معلیٰ میں ۲۴ / ربیع الثانی ۵۶۲ھ میں ہوئی اور وصال ۷۰/سال کی عمر پاک میں ۲۷ / رجب المرجب ۶۳۲ھ کو ہوا۔ مزار مقدس روضۂ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بغداد معلیٰ) میں فیض بخشِ خلائق ہے۔

آپ قاضی القضاۃ، شیخ الوقت، فقیہ و مناظر، محدث و عابد اور زاہد و واعظ تھے۔ اپنے جدامجد سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسے کے متولی تھے۔ مساجد کے خطیب و امام آپ کا نام نامی خطبے میں پڑھتے تھے۔ آپ کبھی کسی سے خوفزدہ نہیں ہوئے۔ ابن کثیر نے آپ کو حضرت عمر بن عبدالعزیز کے مماثل لکھا۔

☆**حضرت سیدنا شیخ محی الدین ابو نصر محمد سراج العلماء** رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی ولادت بغداد شریف میں ہوئی۔ اور

وصال بھی بغداد شریف میں بتاریخ ۲۷ ربیع الاول بروز دوشنبہ ۶۵۶ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار پُرانوار آپ کے جدِ کریم سرکار غوث اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے مدرسے میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی نسل پاک میں ایسے ایسے جلیل القدر، قابل اتباع، پیکر علم وعرفان، عبادت وریاضت میں یگانۂ روزگار، علمِ حدیث وفقہ میں بے مثال، خدمتِ خلقِ خدا میں یکتا، اور روحانیت میں منفرد وممتاز حضرات گزرے ہیں۔ جن سے دنیائے افتاء کل بھی روشن تھی اور آج بھی ان کی روحانی تابشوں سے منوّر ہے۔ حضرت سیدنا شیخ محی الدین ابونصر محمد رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ انہی بلند پایہ، باعظمت اور علمی وروحانی شخصیات میں سے ایک ہیں بلا شک وشبہ آپ کی ذات والا صفات پر "سراج العلماء" کا لقب ایسے زیب دیتا ہے جیسے آپ ہی کے لئے بنایا گیا ہو۔

آپ تاحیات علمی مشاغل سے وابستہ رہے۔ درس وتدریس آپ کا حسین ترین مشغلہ تھا۔ حافظ دمیاطی وغیرہ نے آپ سے احادیث مبارکہ کی سماعت کی۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆

(۱۱) طورِ عرفان وعلو وحمد وحُسنٰی وبہا
دے علی، موسیٰ، حسن، احمد، بہا کے واسطے

تشریح:۔ اس شعر میں سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمة والرضوان نے خدائے پاک سے حضرت شیخ سیدنا علی کے نام پاک کی مناسبت سے "علو" یعنی بلندی، حضرت شیخ سیدنا موسیٰ کے نام پاک کی مناسبت سے "طورِ عرفاں" یعنی کمال معرفت، حضرت شیخ سیدنا حسن قادری بغدادی کے نام پاک کی مناسبت سے "حُسنٰی" یعنی بہتری، حضرت شیخ سیدنا احمد جیلانی کے نام پاک کی مناسبت سے "حمد" یعنی خوبی اور حضرت شیخ بہاء الدین شطاری کے نام پاک کی مناسبت سے "بہا" یعنی نور طلب کیا ہے۔(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

یا الٰہی: حضرت شیخ سیدنا علی، حضرت شیخ موسیٰ، حضرت شیخ سیدنا حسن قادری، حضرت شیخ احمد جیلانی اور حضرت شیخ بہاء الدین شطاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے صدقے میں مجھے درجۂ معرفت، دونوں جہاں میں بلندی، ظاہری و باطنی خوبی و بہتری اور روحانیت کا نور عطا فرما۔

☆**حضرت شیخ سیدنا علی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد شریف میں پیدا ہوئے اور بغداد شریف میں آپ نے ۲۳ ر شوال المکرم ۷۳۹ھ کو اپنے رب سے وصال کیا۔ اور بغداد شریف ہی میں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خلائق ہے۔

آپ کے والد ماجد کا نام نامی اسم گرامی حضرت سیدنا محی الدین ابونصر ہے۔ جن کا

ذکر جمیل ابھی گزرا۔ حضرت شیخ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے والد ماجد سے شرف خلافت حاصل تھا۔ آپ علوم ظاہری و باطنی میں یکتا اور سخاوت و بخشش میں یگانہ تھے۔

☆**حضرت شیخ سیدنا موسیٰ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت بغداد مقدس میں ہوئی اور وصال بھی بغداد مقدس ہی میں بتاریخ ۱۳/ رجب المرجب ۷۶۳ھ کو ہوا۔ مزار مبارک بھی بغداد مقدس ہی میں ہے، آپ حضرت شیخ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ذات والا صفات سے کثیر افراد نے فیض پایا فقہ و حدیث کا درس دینے میں آپ نے زندگی گزاری۔ بیشمار حضرات نے آپ سے علوم فقہ و حدیث حاصل کئے۔

☆**حضرت شیخ سیدنا حسن قادری بغدادی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد شریف میں پیدا ہوئے۔ اور بغداد شریف ہی میں بتاریخ ۲۶/ صفر ۷۸۱ھ کو اپنے رب سے وصال کیا اور بغداد شریف ہی میں آپ کا آستانہ مبارک ہے۔ آپ حضرت سیدنا موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ عبادت و ریاضت میں تمام معاصرین پر فوقیت رکھتے تھے۔ ذکر و فکر میں یکتائے روزگار تھے۔

☆**حضرت شیخ سیدنا احمد جیلانی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت بغداد شریف میں اور وصال بھی بغداد شریف میں بتاریخ ۱۹/ محرم الحرام ۸۵۳ھ کو ہوا۔ مزار پُر انوار بھی بغداد شریف میں فیض بخشِ خلائق ہے۔

آپ حضرت میر سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔اپنے والد ماجد کی طرح آپ نے بھی روحانیت کا درجۂ عالیہ پایا ہزاروں کو اَسرارِ الٰہی سمجھائے، بہت سے بزرگوں نے آپ سے فیض باطنی حاصل کیا۔عبادت وریاضت اور عمل شریعت وطریقت میں مشہور زمانہ تھے۔

☆**حضرت شیخ بہاء الدین شطّاری** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت کی تاریخ وسن حاصل نہ ہوسکی البتہ آپ کا وصال ۱۱رذی الحجہ ۹۲۱ھ کو ہوا۔مزار مبارک دولت آباد دکن میں "مرجعِ خلائق" ہے۔آپ کے والد ماجد کا نام حضرت ابراہیم بن عطا اللہ شطاری ہے۔آپ کے شیخ طریقت حضرت شیخ سید احمد جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاص حرم شریف میں آپ کو بیعت کا شرف، جملہ اَوراد واَشغال کی اجازت اور سلسلۂ مبارکہ کی خلافت کے ساتھ ساتھ آپ کو خرقہ بھی عنایت فرمایا۔

(۱۲) بہرِ ابراھیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشا کے واسطے

تشریح:۔ یاالٰہی! حضرت شیخ سیدنا ابراھیم ایرجی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے طفیل مجھ پر غم کی آگ گلزار بنادے۔اور حضرت مخدوم شیخ قاری محمد نظام الدین شاہ بھکاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے میں مجھے بھیک عطا فرما۔

☆**حضرت شیخ سیدنا ابراھیم ایرجی** رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی

ولادت باسعادت ''ایرج'' کے مقام پر ہوئی اسی لئے آپ ایرجی کہلائے۔آپ کا وصال ۵؍ربیع الثانی ۹۵۳ھ کو ہوا۔مزار پاک دہلی میں محبوب الٰہی حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قُدِّسَ سِرّہٗ کی درگاہ معلّٰی کے احاطے میں، حضرت امیر خسرو قُدِّسَ سِرّہٗ کے مزار پاک کے قریب تقریباً ۱۵؍ہاتھ کے فاصلے پر واقع ہے۔

آپ کے درجۂ بلند، کمال علمی اور روحانی برتری کا اعتراف تمام مؤرخین نے کیا ہے۔آپ کی حیات ظاہری میں کوئی شخص سرزمین دہلی پر آپ کے علم ودانش کے برابر نہیں تھا۔آپ کے زمانے میں جس نے آپ کی علمی لیاقت کا اقرار نہیں کیا اور آپ کی بارگاہِ علم وولایت سے فائدہ حاصل نہیں کیا وہ بڑا ہی محرومُ القسمت اور بے انصاف ہے۔

(اخبار الاخیار بحوالہ تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ)

حضرت شیخ سیدنا ابراھیم ایرجی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ محفل سماع (قوالی)

میں شریک نہیں ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت شیخ رکن الدین بن شیخ عبد القدوس گنگوہی نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے عرس کی محفل سماع میں شرکت کی آپ سے گزارش کی۔ آپ نے شیخ رکن الدین قُدِّسَ سِرَّہٗ سے فرمایا کہ حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پاک پر جاؤ۔ اور ان کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو۔ اور دیکھو کہ حضرت خواجہ کیا فرماتے ہیں۔ حسب الارشاد شیخ رکن الدین قُدِّسَ سِرَّہٗ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی کے مزار پُر انوار کے قریب بیٹھ کر مُراقبہ اور صاحب مزار کی رؤحانیت کا تصور کیا۔ اس وقت محفل سماع خوب گرم تھی اور قوال وصوفی نہایت جوش وخروش کے عالم میں تھے کہ حضرت شیخ رکن الدین کو صاحب مزار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی اور فرمایا کہ:

”ان بدبختوں نے ہمارا دماغ کھالیا ہے اور ذہن کو پریشان کررکھا ہے“۔

حضرت خواجہ صاحب کا یہ ارشاد سن کر شیخ رکن الدین حضرت شیخ سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے تو آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کیا اب بھی آپ مجھے محفل سماع میں شرکت کی دعوت دیں گے؟

شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا ”مجھے حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روحانیت سے سب کچھ معلوم ہوچکا ہے۔ لہذا آپ کا محفل سماع میں شریک نہ ہونا درست ہے۔ (تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ)

☆**حضرت مخدوم شیخ قاری محمد نظام الدین شاہ بھکاری** رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ میں ۸۹۰ھ مطابق ۱۴۸۵ء کو ہوئی۔ اور وصال ۸/ذی القعدہ ۹۸۱ھ مطابق ۱۵۷۲ء کو ہوا آپ کا مزار پُر انوار وَسطِ قصبہ کاکوری محلہ جھنجھری روضہ میں والد صاحب کے متصل واقع ہے۔

حضرت مخدوم شیخ بھکاری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ حافظ وقاری قرآن، عالم بے نظیر اور فاضل بے بدل تھے۔ آپ نے متعدد بار حضور پُر نور، سرور کائنات ﷺ اور آپ کے مظہر کامل سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور عظیم بشارتوں سے بہرہ مند ہوئے۔ حضرت مخدوم شاہ بھکاری علیہ الرحمۃ و الرضوان خود ارشاد فرماتے ہیں کہ:

میں نے دس سال کی عمر میں کلام اللہ کا حفظ مکمل کر کے درسی کتب پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ اور چودہ ۱۴/ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا ضیاء الدین محدث مدنی سے حدیث شریف کا درس لیا۔ حضرت مدنی نے ایک دن دوران درس مجھے درود شریف کی اجازت دی۔ جس کے پڑھنے سے میں حضور پر نور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔

(تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ)

ارشادات عالیہ

☆میری اولاد میں جو کوئی شرابی یا رافضی ہوگا۔اس کی نسل منقطع ہو جائے گی اور وہ نہایت ذلت ورسوائی کے ساتھ دنیا میں رہے گا اور عذابِ آخرت میں گرفتار ہوگا۔

☆جو کوئی شادی بیاہ میں ناچ رنگ کرے گا۔اس کا انجام رنج وغم کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

☆وہ لوگ نہایت قابلِ افسوس ہیں جو اپنے اخلاق سے لوگوں کو خوش نہیں کرتے حالانکہ لوگوں کو خوش کرنا۔اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی دلیل ہے۔

(۱۴) خانۂ دل کو ضیاء دے، روئے ایماں کو جمال

"شہ ضیاء، مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے

تشریح:۔ یاالٰہی! حضرت شیخ ضیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل میرے خانۂ دل کوضیاء (روشنی) اور حضرت شیخ جمال الاولیاء رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے صدقے میں میرے ایمانی چہرے کو رُوحانی جمال عطا فرما۔

☆**حضرت شیخ ضیاء** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا نام شیخ قاضی ضیاء الدین ہے۔ آپ کی پیدائش قصبہ "نیوتنی"، ضلع لکھنؤ (یوپی ہندوستان) میں ۹۲۵ھ کو ہوئی۔ اور آپ کا وصال بھی نیوتنی ہی میں بتاریخ ۲۱/رجب المرجب ۹۸۰ھ میں ہوا۔ وہیں آپ کا مزار پُر انوار ہے۔

حضرت شیخ ضیاء قادری علیہ الرحمۃ و الرضوان صاحب تحقیق، صاحب علوم باطن اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ زیارت حرمین شریفین کے بعد جب ہندوستان تشریف لائے تو آپ نے اپنے وطن میں آکر علوم و معارف کے دریا بہا دیئے۔ بے شمار لوگوں نے آپ کے ذریعہ علوم اسلامیہ و اَسرارِ روحانی کا فیضان حاصل کیا اور آپ کے توسُّل سے ان گنت لوگ اسلام کے سچے وفادار مبلغ بن گئے۔

☆**حضرت شیخ جمال الاولیاء** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا نام حضرت شیخ ابو محمد عبدالعزیز اور لقب "جمال الاولیاء" ہے آپ کی ولادت "کوڑا جہان آباد"

ضلع فتحپور ہسوا میں ہوئی آپ کا وصال شب عید الفطر ۱۰۴۷ھ میں ہوا۔ مزار پرانوار ”کوڑا جہان آباد“ میں فیض بخش خلائق ہے۔ آپ کے والد محترم کا نام نامی اسم گرامی حضرت مخدوم جہانیاں بن بہاء الدین سالار بخش ہے۔

حضرت شیخ جمال الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مادرزاد ولی تھے۔ اور رؤحانیت میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ جب آپ ۷/سال کے ہوئے تو فقیروں درویشوں اللہ والوں کی خدمت کرنے لگے۔ جب ۲۲/سال کے ہوئے تو سراج الائمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اشارہ پا کر دینی علوم حاصل کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اور ۲۰/سال تک لگاتار حصول علم میں نہایت دلچسپی کے ساتھ مصروف رہے۔ آپ نے بلاواسطہ حضرت سیدنا غوث اعظم، حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی اور حضرت شیخ بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ارواح سے فیض ولایت حاصل کیا۔ آپ کو چاروں سلاسل طریقت سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔

(۱۴) دے محمد کے لئے، روزی کر احمد کے لئے

خوان فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

تشریح:۔ یاالٰہی! حضرت میر سیّد محمد اوران کے صاحبزادے حضرت میر سید احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے واسطے سے روزی عنایت کر۔اور حضرت میر سید فضل اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستر خوان سے مجھ بھکاری کو بھیک عطا فرما۔

☆**حضرت شیخ میر سید محمد کالپی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت شہر کالپی میں ۱۰۰۶ھ میں ہوئی۔اور وصال ۲۶/شعبان المعظم بروز دوشنبہ ۱۰۷۱ھ کوہوا۔آپ کا آستانہ ''کالپی شریف'' میں مَرْجِعِ خلائق ہے۔

آپ کا آبائی وطن '' تِرْمِذ'' تھا۔آپ کے آباواجداد ترمذ سے ہجرت کرکے جالندھر تشریف لائے اور آپ کے والد ماجد ''میر سید لَئو سعید'' قُدِّس سِرُّہٗ نے وہاں سے کالپی کو اپنا مسکن بنایا۔اس لئے آپ ترمذی سادات سے ہیں آپ کا معمول تھا کہ ہر سال خواجۂ خواجگاں حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِپُر انوار پر حاضری دیتے۔ایک روز آپ مزار خواجہ کے رُوبرُو حاضر تھے۔کہ یکا یک آپ پر جذب کی کیفیت طاری ہوئی۔بعدہٗ حضرت خواجہ غریب نواز تشریف لائے۔ اورآپ کے ہاتھ میں برگِ تنبُول (پان کا پتہ) عنایت فرمایا۔جب آپ اپنی حالت پرآئے تو دیکھا کہ وہ برگِ تنبول آپ کے دست مبارک میں موجود ہے۔

☆**حضرت شیخ میر سید احمد ترمذی کالپی** رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت کالپی شہر میں ہوئی اور وہیں پرورش پائی۔ آپ کا وصال مبارک دس صفر المظفر بروز جمعرات بوقت شام ۱۰۷۴ھ میں ہوا۔ مزار مبارک کالپی شریف (والد ماجد حضرت میر سید محمد ترمذی کے برابر) میں ہے۔

☆**حضرت شیخ میر سید فضل اللہ کالپی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش بھی کالپی شریف میں ہوئی اور وہیں آپ نے پرورش پائی۔ آپ کا وصال ۱۴ ذی قعدہ بروز جمعرات ۱۱۱۱ھ میں بوقت شام ہوا۔ آپ کا مزار مقدس بھی کالپی شریف "خانقاہ محمدیہ" میں فیض بخشِ عام ہے۔

ایک دن آپ کی خدمت بابرکت میں ۴ شخص حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کا نام سن کر بہت دور سے آئے ہیں۔ آپ ہماری مدد فرمائیں۔ ہمارا حال یہ ہے کہ دل سختی سے پتھر اور دنیا کی محبت سے لبریز ہے۔ ہم اس کیفیت سے چھٹکارا چاہتے ہیں۔ حضرت میر سید فضل اللہ قُدِّسَ سِرُّہٗ اس وقت خط لکھنے میں مصروف تھے۔ آپ نے خط لکھنا موقوف کیا اور ان چاروں پر ایسی رُوحانی توجہ فرمائی۔ کہ وہ مُرغ بسمل (زخمی پرندہ) کی طرح تڑپنے لگے۔ یکایک آپ کے چہرۂ مبارکہ سے ایک روشنی نکلی۔ اور ستون سے ٹکرا کر آئینے کی طرح چمکنے لگی۔ اس کے ساتھ ہی ان چاروں پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ اور وہ دوپہر تک بے ہوش پڑے رہے۔ جب افاقہ ہوا تو آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوگئے۔ اس طرح بے شمار افراد آپ کی ذات والاصفات سے فیض یاب ہوئے۔

(۱۵)
دین و دنیا کی مجھے برکات دے، برکات سے
عشقِ حق دے، عشقیِ عشق اِنتما کے واسطے

تشریح:۔ یاالٰہی! حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی عشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک کی برکتوں سے مجھے دین و دنیا میں برکتیں اور عشق حقیقی عطا فرما۔

☆صاحب البرکات، **سید شاہ برکت اللہ عشقی مارھروی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت ۲۶؍جمادی الآخر ۱۰۷۰ھ کو بلگرام شریف ضلع ہردوئی میں ہوئی۔ اور وصال مارہرہ مطہرہ میں ۱۰؍محرم الحرام ۱۱۴۲ھ کو بوقت صبح صادق ۷۱؍سال ۶؍مہینہ اور ۱۴؍دن کی عمر میں ہوا۔ آپ کا مزار شریف (خانقاہ برکاتیہ) مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ یوپی میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔

صاحب البرکات حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ عشقی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلسل ۲۶؍سال تک روزہ دار رہے۔ دن بھر روزے سے رہتے اور ایک کھجور سے روزہ افطار کرتے۔ سید الاولیاء سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو سلوک کی منزل پر گامزن فرما کر تاج قطبیت سے نوازا۔ آپ نے لاکھوں غیر مسلموں کو دولت اسلام سے مالا مال کیا۔ رُوحانیت کا یہ عالم کہ (آپ حبس نفس کبیر بطریق صعود فرماتے تھے اور) دن رات میں صرف دو سانسیں لیتے تھے۔ ایک دن آپ نے حالت بیداری میں سر کی آنکھوں سے رسول پاک ﷺ اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ ان حضرات نے آپ کو اس

جگہ قیام پذیر ہونے کا حکم فرمایا۔ جہاں آج درگاہ برکاتیہ ہے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کو بڑی عقیدت ومحبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ تمام سلاسل طریقت میں اجازت وخلافت ہونے کے باوجود آپ نے سرکار غوث اعظم ہی کے سلسلۂ بیعت میں لوگوں کو داخل کیا۔ آپ چاہتے تو کسی بھی سلسلۂ بیعت میں لوگوں کو داخل کر لیتے مگر سرکار غوث پاک سے عقیدت کی بنا پر آپ نے سلسلۂ قادریہ ہی کو فروغ بخشا۔ اور قادری فیضان ہی کی جانب التفات کیا۔ چنانچہ بارگاہ غوثیت سے آپ کو اور آپ کے مریدین کو ایک عظیم بشارت حاصل ہوئی۔ اور وہ یہ ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔

"میں تمہارے خاندان کے مریدین ومتوسّلین کی شفاعت کا ذمہ دار ہوں۔ اس وقت تک جنت میں قدم نہیں رکھوں گا جب تک کہ تمہارے مریدین ومتوسلین کو جنت میں داخل نہ کرالوں۔"

(تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ)

☆جب **حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی** عشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیدنا شاہ فضل اللہ کالپوی علیہ الرحمۃ و الرضوان کے علم وحکمت اور سلوک ومعرفت کا شُہرہ سنا۔ تو آپ سفر کی صُعوبتیں برداشت کر کے کالپی شریف پہونچے۔ حضرت سید شاہ فضل اللہ کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر آپ کو اپنے سینے سے لگایا۔ اور ارشاد فرمایا: دریا بدریا پیوست۔ دریا بدریا پیوست۔ دریا بدریا

پیوست۔شیخ نے یہ جملہ تین بار فرمایا اور اسی جملے "دریا بدریا پیوست" (یعنی دریا دریا میں مل گیا) کے ذریعہ سلوک ومعرفت کے بہت سے مقامات کی سیر کرادی۔

چند اقوالِ زرّیں

☆ ان لوگوں کے گھر ہرگز نہ جائیں۔ جو دنیا کے لہو ولعب میں لگے رہتے ہیں۔

☆ ان لوگوں سے ضرور ملیں جن کا ظاہر دین ودیانت سے آراستہ ہو۔

☆ جہادِ اکبر یہ ہے کہ نفس کے ساتھ لڑتے رہیں۔

☆ علم وعمل کو اولیت دیں اور اس پر کبھی غرور نہ کریں۔

☆ مخلوق خدا کے ساتھ نرمی سے گفتگو کریں۔

☆ ہمیشہ یہ تمنا کریں کہ علم خالص اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے رسول ﷺ کے فیض سے حاصل ہوگا۔

(تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ)
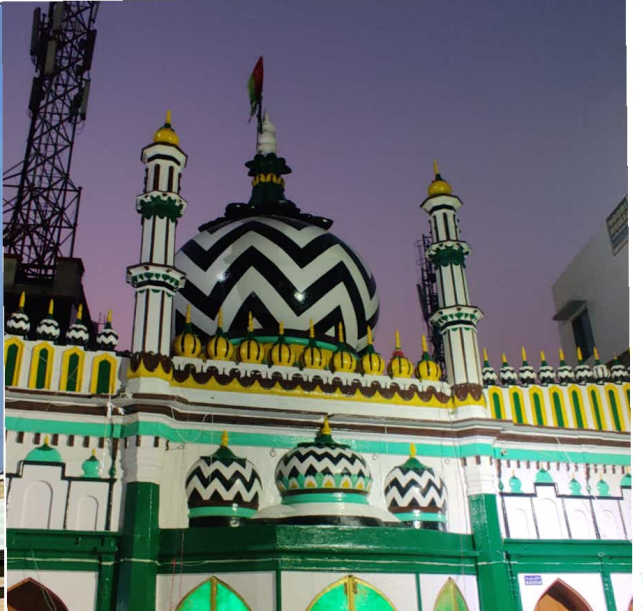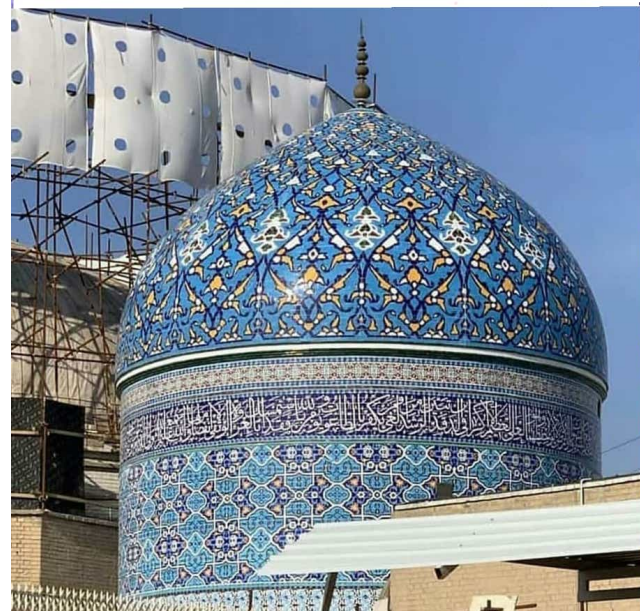
(۱۶) حبِّ اہل بیت دے، آلِ محمد کے لئے
کر شہید عشق، حمزہ پیشوا کے واسطے

تشریح:۔ یاالٰہی! حضرت سید شاہ آل محمد مارہروی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے طفیل رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کے گھر والوں کی محبت عطا فرما اور حضرت سید شاہ حمزہ مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان کے صدقے میں مجھے عشق حقیقی میں شہادت کی موت عطا فرما۔

☆ابوالبرکات، **حضرت سید شاہ آل محمد مارہروی** رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش بروز جمعرات ۱۸/رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ کو بلگرام شریف میں ہوئی۔ اور پیر کی رات ۱۶/رمضان المبارک ۱۱۶۴ھ کو اس ''دار ناپائیدار'' سے ''دار قرار'' کی طرف کوچ فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک مارہرہ مطہرہ میں والد ماجد حضرت سید شاہ برکت اللہ قدس سرہ کے پہلو میں ہے۔

حضرت سید شاہ آل محمد مارہروی قُدِّسَ سِرُّہٗ سلسلہ عالیہ قادریہ کے ۳۴/ ویں شیخ طریقت ہیں۔ آپ کے والد ماجد حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ آپ سے از حد محبت فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنی حیات مبارکہ ہی میں آپ کو اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا۔ یہاں تک کہ جب کوئی ارادتمند حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتا تو آپ ارشاد فرماتے کہ

"آل محمد کے پاس جاؤ اس نے میرا بوجھ ہلکا کر دیا ہے اور مجھے راحت دی ہے"۔

حضرت سید شاہ آل محمد مارہروی بہت بڑے عابد و زاہد اور متقی و پارسا تھے۔ ہر وقت عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ آپ کامل ۳۰ سال تک رضائے الٰہی کے لئے اعتکاف میں بیٹھے رہے۔ جَو کی روٹی سے افطار کرتے۔ اور بجائے آرام کے اعمال و اَوْراد و اَذْکار و اَشْغال میں مصروف رہتے۔ رب قدیر نے آپ کو روحانیت کے اس درجۂ بلند پر فائز کر دیا تھا کہ آپ جس کی طرف توجہ فرما دیتے اسے بھی درجۂ کمال تک پہنچا دیتے۔ آپ کی شان اِسْتِغْناء کا یہ عالم تھا کہ بادشاہوں اور نوابوں سے اکثر دور رہتے۔ چنانچہ نواب نجیب الدولہ، نواب علی محمد خاں، نواب غازی الدین خاں عماد الملک اور نواب عبد المنصور خاں وغیرہم نے ہر چند کوشش کی کہ انہیں قدم بوسی کی اجازت مل جائے۔ مگر آپ نے ان دنیاداروں سے ملنا پسند نہیں کیا اور صاف صاف کہلا بھیجا کہ "فقیر یہیں سے دعا کر رہا ہے۔ آنے کی ضرورت نہیں۔

☆حضرت سید شاہ حمزہ مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

ولادت مارہرہ مطہرہ میں ۱۴ ربیع الآخر ۱۱۳۱ھ کو ہوئی اور وصال بروز بدھ بعد نماز مغرب ۱۴ محرم الحرام ۱۱۹۸ھ میں ہوا۔ مزار پاک خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ میں مَرجِعِ خلائق ہے۔

حضرت سید شاہ حمزہ مارہروی قُدِّسَ سِرُّہٗ سلسلہ عالیہ قادریہ کے ۳۵ ویں شیخ طریقت اور حضرت ابو البرکات سید شاہ آل محمد مارہروی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے نہایت

چہیتے فرزند ہیں۔آپ نے جدِ امجد حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں ۱۱رسال کی مدت تک رہ کر رُوحانی فیوض وبرکات حاصل کئے۔عبادت وریاضت میں آپ یگانۂ روزگار تھے۔۱۰ربرس کی عمرپاک سے آپ نے تہجد کی نماز شروع فرمائی۔جو تاریخ وصال تک بلاناغہ جاری وقائم رہی۔

منقول ہے کہ ایک پشاوری باکمال درویش مولوی محمد مکرّم مرید شاہ پشاوری نے آپ کی خدمت میں ایک درود شریف نذر کیا آپ نے اسے پسند کیا۔اسی رات حضور شافِع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔اورارشاد فرمایا۔

صاحبزادے اٹھو! درود شریف پڑھو۔

حضرت بیدار ہوئے۔غسل کیا،عطر لگایا،روشنی کی اوراسی درود شریف کا وِرد شروع کردیا کہ اسی دوران حالت بیداری میں آپ نے اپنے سر کی کھلی آنکھوں سے سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔آپ فوراً تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے اور کھڑے ہوکر آپ نے درود شریف کا وِرد پورا کیا۔پھر آپ نے چند اشعار،سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کئے۔جنہیں سرکار نے پسند فرمایا اور صلے میں آپ کو کونین کی نعمتوں سے نوازا۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت بیداری میں اپنے عاشقِ صادق حضرت سید شاہ حمزہ مارہروی کے عبادت خانے میں بہ نَفسِ نَفیس تشریف فرما ہونا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ وہ آج بھی زندہ ہیں اور کہیں بھی آنے جانے پر قادر ہیں۔ہمارے نبی

ایک وقت میں متعدد مقامات پر جلوہ افروز ہوجاتے ہیں۔ سیکڑوں بزرگوں نے حالت بیداری میں سیکڑوں بار آپ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ معتبر کتابوں میں اس قسم کے صدہا واقعات مرقوم ہیں۔ جن نادانوں نے یہ سمجھا کہ وہ "مر کر مٹی میں مل گئے"، انہیں ایسے واقعات سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ یقیناً اللہ کے نبی کل کی طرح آج بھی زندہ ہیں، سچ کہا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے ،چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

☆☆☆☆☆

☆☆☆

دل کو اچھا، تن کو ستھرا، جان کو پُرنور کر
(۱۷) اچھے پیارے شمسِ دین، بدر العلیٰ کے واسطے

تشریح:۔ یا الٰہی! شمس الدین، بدر العلیٰ، حضرت سید شاہ اچھے میاں مارہروی کے صدقے میں میرے دل کو اچھا، جسم کو صاف ستھرا اور جان کو نورانی بنا۔

☆شمس الدین، بدر العلیٰ سید شاہ اچھے میاں مارہروی قُدِّسَ سِرُّہٗ کی ولادت ۲۸/رمضان المبارک ۱۱۶۰ھ میں ہوئی۔ اور وصال ۱۷/ربیع الاول ۱۲۳۵ھ بروز جمعرات بوقت چاشت ۷۵/سال کی عمر میں ہوا۔ مزارِ اَقدس خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ میں فیض بخش عام ہے۔

آپ کا نام نامی اسم گرامی سید آل احمد اور لقب اچھے میاں ہے۔ آپ حضرت سید شاہ حمزہ مارہروی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے خلف رشید اور سجادہ نشین ہیں۔ حضور سید شاہ برکت اللہ عشقی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بشارت دی تھی کہ بفضل الٰہی مجھے چار واسطوں کے بعد ایک لڑکا عنایت ہوگا۔ جس سے خاندان کی رونق دوبالا ہوگی۔ اس بشارت کے ساتھ ساتھ حضور سید شاہ برکت اللہ مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ایک خرقہ بھی عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ یہ اسی صاحبزادے کے لئے ہے۔

جب حضرت سید شاہ اچھے میاں مارہروی کی ولادت ہوئی تو حضرت سیّد شاہ برکت اللہ مارہروی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید شاہ آل محمد مارہروی

نے اپنی گود میں لیا۔ اور ارشاد فرمایا "یہ وہی شہزادہ ہے جس کی بشارت والد ماجد نے دی تھی"

☆حضرت سید شاہ اچھے میاں علیہ الرحمۃ و الرضوان سے اکثر کرامات کا ظہور وصُدُور ہوتا رہتا تھا آپ کے مبارک منہ سے جو بات نکل جاتی، پوری ہو جاتی، ایک مرتبہ ایک برص زدہ (سفید داغ کا مریض) آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دور سے کھڑے ہو کر آپ کی زیارت کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا "بھائی آگے آؤ" اس نے عرض کیا "حضور میں اس لائق کہاں" یہ جواب سن کر آپ نے تاکیداً فرمایا۔ "آگے آؤ" وہ شخص آپ کے قریب حاضر ہوا۔ آپ نے اس کے سفید داغ پر دست کرامت رکھا اور فرمایا "یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے" زبانِ ولایت سے نکلا ہوا یہ جملہ بالکل صحیح ثابت ہوا کہ جب بغور دیکھا تو اس کا جسم درست تھا اور سفید داغ کا خاتمہ ہو چکا تھا۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

☆اِرادت اللہ صاحب بدایونی آپ کے مرید تھے جو ہمہ وقت اسی فکر میں رہتے تھے کہ خداوندِ قدُّوس ایک بیٹا عطا فرما دے۔ ایک مرتبہ اپنے مرشد برحق حضور سید شاہ اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے باادب کھڑے ہوئے تھے۔ کہ مرشد کے دریائے کرم میں جوش آیا۔ ارشاد فرمایا "ارادت اللہ کیا چاہتے ہو؟

عرض کی حضور! اس غلام کا کوئی فاتحہ خواں نہیں ہے۔ یہ سن کر آپ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ ربّ کریم ہمارے ارادت اللہ کو فرزند عطا فرمادے۔ اس کے بعد فرمایا ارادت اللہ! پہلے بیٹے کا نام ''کریم بخش'' رکھنا دوسرے کا ''رحیم بخش'' اور تیسرے کا ''الٰہی بخش'' رکھنا۔ ارادت اللہ قدموں پر گر پڑے اور کہنے لگے حضور! مجھے امید نہیں ہے۔ آپ نے اپنے سر مبارک کی کلاہ (ٹوپی) عنایت کی اور فرمایا کہ خدا کی ذات سے مجھے امید کامل ہے۔

ارادت اللہ صاحب بدایوں شریف کے لئے واپس ہوئے۔ جلد ہی خدا کی قدرت ظاہر ہوئی ایک بیٹا پیدا ہوا۔ ارادت اللہ صاحب نے اس کا نام ''کریم بخش'' رکھا۔ یہاں تک کہ تین سالوں میں تین بیٹے پیدا ہوئے۔ اور تینوں کے نام مرشد برحق کے حکم کے مطابق رکھے گئے سچ کہا مولانا رومی علیہ الرحمہ نے ؎

گفتۂ او گفتۂ 'اللہ' بود

گرچہ از حلقومِ 'عبداللہ' بود

اللہ والے کی بات بھی اللہ کا ارشاد ہوتا ہے۔ کیونکہ ''اللہ والا'' اللہ رب العزت'' کی مرضی کے خلاف نہیں بولتا۔

(۱۸) دو جہاں میں خادم آلِ رسول اللہ کر
حضرتِ آلِ رسولِ مقتدا کے واسطے

تشریح:۔ یاالٰہی! میرے مقتدا حضرت سیدی آل رسول مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے مجھے دنیا و آخرت میں رسول پاک ﷺ کی آل پاک کا خادم بنا۔

خَاتَمُ الْاَکَابِرْ حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ۱۲۰۹ھ رجب المرجب کے مہینے میں ہوئی اور وصال ۱۸/ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ بروز بدھ مارہرہ شریف میں ہوا۔ مزار پاک بھی آستانۂ برکاتیہ مارہرہ شریف میں مَرْجِعِ خلائق ہے۔

☆ **حضرت سیدی شاہ آل رسول احمدی مارہروی** قُدِّسَ سِرُّہٗ کو حضور سیدی اچھے میاں مارہروی قُدِّسَ سِرُّہٗ سے تمام سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت حاصل تھی۔ آپ کے والد ماجد حضرت سید شاہ آل رسول برکات ستھرے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اجازت وخلافت مرحمت فرمائی تھی مگر آپ حضرت سیدی اچھے میاں کی خلافت پر لوگوں کو مرید فرماتے تھے۔ آپ اپنے اسلاف کرام کی زندہ وتابندہ مثال تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ و الرضوان آپ کے خلفاء نامدار میں سے تھے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت نے فارسی زبان میں آپ کے فضائل ومناقب پر مشتمل ۴۰/ سے زائد اشعار قلم بند فرمائے جو حدائق بخشش میں موجود ہیں۔

حضرت سید شاہ آلِ رسول احمدی قُدِّسَ سِرُّہٗ صاحبِ کشف وکرامت بزرگ تھے۔ آپ سے بہت سی کرامات کا ظہور وصدور ہوا۔ ایک بار کا واقعہ کہ آپ وضو فرمارہے تھے اسی دوران آپ کے ایک مرید خاص جو قریب ہی میں موجود تھے، سوچنے لگے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو چند لمحوں میں معراج شریف کیسے ہوگئی؟ حضرت نے مرید کے اس دلی خیال کو اپنی نگاہِ کشف سے دیکھ لیا۔ فرمایا ''میاں اندر سے تولیہ لاؤ'' مرید جب تولیہ لینے اندر گئے تو اچانک ایک کھڑکی نظر آئی۔ کھڑکی میں نگاہ دوڑائی تو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک پُر فضا، پُر بہار، صاف ستھرا اور خوبصورت باغ ہے۔ مرید سیر کرنے کے لئے اس باغ میں نکل گئے۔ اور سیر کرتے کرتے ایک عظیم الشان شہر میں داخل ہوگئے۔ وہاں انہوں نے کاروبار شروع کردیا۔ شادی کی، بچے بھی ہوئے۔ یہاں تک کہ ۲۰/سال کا عرصہ گزر گیا۔ یک بیک حضرت مرشد برحق کی آواز کان میں آئی ''تولیہ جلد لاؤ'' مرید گھبرا کر کھڑکی میں آئے اور تولیہ لیکر دوڑے تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہی ماحول ہے۔ وہی مقام ہے، وہی انداز ہے، وہی وقت ہے حضرت کے چہرۂ مبارک پر وضو کے قطرات موجود ہیں۔ ہاتھ پانی سے تر ہیں، یہ دیکھ کر مرید نہایت حیرت زدہ تھے۔ کبھی شادی، اولاد اور گزرے ہوئے ۲۰/سال یاد آتے تو کبھی تولیہ لانا، حضرت کا وضو کرنا اور اسی انداز میں بیٹھا ہونا دیکھتے۔ کہ اچانک مرشدِ برحق، حضرت سیدی آلِ رسول مارہروی نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ''میاں وہاں ۲۰/برس رہے۔ شادی بھی کی، کاروبار بھی کیا۔ اور یہاں ابھی تک وضو خشک نہیں ہوا۔ اب تو معراج کی حقیقت سمجھ گئے ہوگے''۔

(۱۹) نورِ جان ونورِ ایماں، نورِ قبر وحشر دے
بوالحُسین احمدِ نوری لِقا کے واسطے

تشریح:۔ یاالٰہی! حضرت سیدی ابوالحسین احمد نوری علیہ الرحمۃ والرضوا[ن] کی نورانیت کے طفیل میری جان وایمان اور قبر وحشر کو نورِ محمدی سے منوّر فرمادے۔

☆**نور العارفین حضرت سید شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت ۱۹؍شوا[ل] المکرّم ۱۲۵۵ھ مطابق ۲۶؍دسمبر ۱۸۳۹ء بروز جمعرات مارہرہ مطہرہ میں ہوئی۔او[ر] وصال ۱۱؍رجب المرجب ۱۳۲۴ھ مطابق ۳۱؍اگست ۱۹۰۶ء کو ہوا۔ مزارِ پُرانوا[ر] خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ شریف میں زیارت گاہ عوام وخواص ہے۔ حضرت سید شاہ ا[بو] الحسین احمد نوری علیہ الرحمۃ والرضوان کے والد ماجد کا نام نامی، اسم گرا[می] حضرت سید شاہ ظہور حسن مارہروی ہے۔ وہ آپ کے بچپن ہی میں جب آپ کی عم[ر] ۱۱؍سال تھی اس دارفانی سے کوچ کر چکے تھے۔ اس لئے آپ کی تعلیم وتربیت کی تما[م] تر ذمہ داریاں آپ کے جدامجد حضرت سید شاہ آل رسول احمدی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے س[ر] آگئیں۔ لہٰذا جدِّ امجد کی آغوش میں آپ کی تربیت ہوئی۔ اور جدِ امجد ہی سے آپ کو سلاسلِ طریقت کی اجازت وخلافت حاصل ہوئی۔ (تذکرۂ نوری)

آپ کے فضائل ومناقب حدشمار سے باہر ہیں۔ آپ بزرگی وروحانیت کے جس اعلیٰ مقام پر فائز تھے اس کا اندازہ لگانا نہایت مشکل ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد

رضا فاضل بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے آپ کی فضیلت وعظمت میں ایک طویل نظم قلم بند کی ہے۔ جو حدائق بخشش حصہ اول میں موجود ہے۔ اس کا مطلع یہ ہے۔

بَر تر قیاس سے ہے مقامِ ابو الحسین

سِدرَہ سے پوچھو رفعت بام ابو الحسین

☆ منشی عبد الغفار بدایونی پر قتل کا مقدمہ چلا۔ اور پولیس نے موقع کی شہادت بھی پیش کردی۔ منشی جی نے حضرت بابرکت کی خدمت بابرکت میں اِستغاثہ پیش کیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ ''مطمئن رہو کچھ نہ ہوگا۔ تمام کاغذات داخلِ دفتر ہوجائیں گے مگر تم سے جواب نہ لیا جائے گا'' چنانچہ باجود افسر کی رپورٹ کے کچھ نہ ہوسکا اور منشی جی بلا جواب رہا ہوگئے۔

☆ اسی طرح مولانا حاجی عطا محمد اور مولانا محبوب احمد صاحبان ساکنانِ بدایوں پر مقدمہ چلا۔ اور بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے فرمایا کچھ نہیں ہوگا''

آخر کار ایسا ہی ہوا تمام مخالف عاجز آگئے اور کچھ نہ کرسکے۔

(بحوالہ تذکرۂ نوری)

اس سے چند فائدے ظاہر ہوئے۔

ا۔ جب ایک ''ولیِ خدا'' کی کرامتِ زبان کا یہ عالم ہے تو جس محبوب کے صدقے میں ولی کو یہ کمال ملا اس ''رسولِ بے مثال'' کے اختیار وکمال کا عالم کیا ہوگا؟۔

جب اُنکے گدا بھر دیتے ہیں شاہانِ زمانہ کی جھولی

خُدّام کا جب یہ عالم ہے مختار کا عالم کیا ہوگا

۲۔ جب ایک "ولیِ خدا" کی غیب دانی کا یہ عالم ہے کہ انہوں نے مستقبل کے حالات دیکھ کر بتا دیا کہ "کچھ نہیں ہوگا" اور کچھ نہیں ہوا۔ تو ان کے آقائے کریم دانائے غیوب، رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے علم غیب کا عالم کیا ہوگا۔ سرکار کے علم غیب کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ و الرضوان کا یہ شعر اپنی مثال آپ ہے ۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

۳۔ اللہ کے "ولی" اللہ کی بارگاہِ عالی کے خاص مقرّب اور اللہ کے مقبول و محبوب بندے ہوتے ہیں۔ ان کی زبان سے جو نکل جاتا ہے ان کا رب اپنے فضل سے اُسے پورا فرما دیتا ہے۔ اسی لئے ان سے دعائیں کرائی جاتی ہیں۔ ان کے درباروں میں جا کر ان کے وسیلے اور قُرب سے دعائیں کی جاتی ہیں۔ جیسا کہ اوپر کے واقعات سے ظاہر و آشکار ہے ۔

ولی کے قُرب سے قربِ حضور ملتا ہے
ولی کے در سے دلوں کو سرور ملتا ہے
ولی کے قدموں پہ جان و جگر نثار کرو
ولی کے عشق کا بدلہ ضرور ملتا ہے
ولی کے دم سے دلوں کی حیات ہے ناظمؔ
ولی کی دید سے آنکھوں کو نور ملتا ہے

☆☆☆☆☆

نوری ارشادات

☆ جو شخص خاندان برکات کی توہین کرے گا وہ ذلیل وخوار ہوگا۔ اس لئے کہ ہم نو پشتوں سے قادری ہیں اور اسی نسبت پر فخر کرتے ہیں۔

☆ خاندان برکات کے مرید میں دو باتیں ضرور ہوں گی۔ اول یہ کہ کسی دوسرے خاندان کے فقیر سے صدمہ نہیں اٹھائے گا۔ اور دوسری یہ کہ عمر بھر کسی حالت میں رہا ہو انشاء اللہ تعالیٰ وقتِ آخر توبہ وندامت پر مرے گا کہ سرکار بہت عالی ہیں۔

☆ بدمذہبوں کی صحبت سے دور رہو کہ اس کی وجہ سے عقیدے میں فرق اور سستی آتی ہے۔

☆ غلامِ غوثِ اعظم بے کس و مُضطر نمی ماند
اگر مَانَد شبے مانَد، شبِ دیگر نمی ماند

مفہوم: سرکار غوث اعظم کا غلام بے کس و پریشان نہیں ہوتا۔ اگر پریشانی آتی بھی ہے تو ایک رات کے لئے۔ سرکار کے کرم سے وہ دوسری رات آرام سے گزارتا ہے۔

(۲۰) کر عطا احمد رضائے احمدِ مرسل مجھے

میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے

تشریح: ۔یاالٰہی! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ الرضوان کے صدقے میں مجھے احمدِ مرسل، نبی برحق، حضور احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہترین وپسندیدہ رضا عطا فرما۔

☆شیخ الاسلام و المسلمین، مجددِ اعظم، **اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت ۱۰/شوال المکرّم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴/جون ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ بوقت ظہر بریلی شریف میں ہوئی۔اور وصال ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸/اکتوبر ۱۹۲۱ء بروز جمعہ ۲/بجکر ۳۸/منٹ پر (دوران اذانِ جمعہ) ہوا۔مزار پُر انوار محلّہ سوداگران بریلی شریف میں فیض بخشِ خلائق ہے۔

خاندانی حالات: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلی قُدِّسَ سِرَّہٗ کے آباء واجداد افغانی پٹھان تھے۔آپ کے جدّ امجد محمد سعید اللہ خاں صاحب (شجاعت جنگ بہادر) حکومت مغلیہ کے دور میں سلطان محمد نادر شاہ کے ہمراہ قندھار سے لاہور تشریف لائے۔ان کی اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کی وجہ سے حکومتِ وقت نے انہیں ''شش ہزاری'' کے منصب جلیلہ سے سرفراز کیا۔

حضرت محمد سعید اللہ خاں صاحب کے صاحبزادے حضرت سعادت یار

خاں اپنے عہد کی حکومت میں ''وزیر مالیات'' تھے۔ ان کی امانت داری و دیانت داری کی بناپر سلطان محمد شاہ نے بدایوں کے کئی مواضعات (گاؤں) انہیں عطا کئے۔ ان کے صاحبزادے حضرت محمد اعظم خاں صاحب بھی وزارت کے عہدے پر فائز تھے، مگر کچھ برسوں کے بعد سلطنت کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوکر زُہد و اِتّقاء اور ریاضت وروحانیت کی جانب مکمل طور سے مائل ہوگئے۔

حضرت محمد اعظم خاں صاحب کے صاحبزادے حضرت حافظ کاظم علی خاں صاحب بھی تصوّف و روحانیت میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ آپ سے بہت سی کرامات بھی صادر ہوئیں۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب کا دنیائے علم وفضل میں ایک اعلیٰ اور نمایاں مقام تھا۔ آپ اپنے دور کے جیّد عالم دین، مستند مفتیِ اسلام اور خدارسیدہ بزرگ تھے۔ آپ کے علم وفضل کی بناپر آپ کو ''امام العلماء'' کہا جاتا تھا، حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب علیہ الرحمہ کے صاحبزادۂ عالی مرتبت، حضرت مولانا مفتی نقی علی خاں صاحب (والد ماجد اعلیٰ حضرت) نہایت بلند پایہ عالم دین و مفتی اسلام تھے۔ آپ نے بہت سی مذہبی کتابیں بھی تصنیف کیں جن سے آپ کی علمی جلالت اور فنّی مہارت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

''تفسیر سورۂ الم نشرح'' سرور القلوب، اور فضل العلم والعلماء کے علاوہ درجنوں آپ کی معتبر اور تحقیقی تصنیفات آپ کی عظیم علمی یادگار ہیں۔ آپ کی تصانیف اپنے

موضوعات کے اعتبار سے ایسی منفرد و ممتاز ہیں کہ ان کا آج بھی کوئی جواب نہیں۔
حضرت مفتی نقی علی خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے پوری زندگی دین
ملت کی خدمت میں صرف کی انگریزوں کے خلاف آپ کی جہادی سرگرمیاں بھی
ناقابل فراموش ہیں جن کی بنا پر آپ کو ''مجاہد جنگ آزادی'' کے نام سے بھی یاد کیا
جاتا ہے۔

(حیات مفتی اعظم)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی عمر ابھی صرف ۴/ سال تھی کہ آپ نے قرآن عظیم ناظرہ ختم کرلیا۔ ۶/ سال کی عمر میں بڑے بڑے علماء و فضلاء کی موجودگی میں ''میلادِ رسول'' کے موضوع پر نہایت کامیاب اور علمی تقریر فرمائی جسے علماء و فضلاء نے خوب خوب پسند کیا۔ ۸/ سال کی عمر میں فن نحو کی مشہور کتاب '' هداية النحو '' کی عربی زبان میں شرح لکھ کر اہل علم و فن کو حیرت میں ڈال دیا۔ ۱۳۔ سال ۱۰/ ماہ اور ۴/ دن کی عمر میں ''رضاعت'' کا ایک اہم فتویٰ لکھ کر باقاعدہ فتویٰ نویسی کا آغاز کیا۔

آپ نے حصولِ تعلیم کے لئے کسی مدرسے میں داخلہ نہیں لیا بلکہ جملہ علوم و فنون اپنے والد گرامی حضرت مفتی نقی علی خاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کئے۔ اس سے بھی والد ماجد حضرت مفتی نقی علی خاں صاحب کی جلالتِ علمی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ سے تعلیم حاصل کر کے آپ کا شہزادہ اہل علم و حکمت کا امام اور دنیائے فکر و فن کا پیشوا بنا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ ۱۲۹۴ھ تقریباً ۲۲/ سال کی عمر پاک میں اپنے والد ماجد حضرت مفتی نقی علی خاں صاحب اور تاج الفحول حضرت مولانا شاہ عبد القادر بدایونی رحمة الله تعالیٰ علیه کے ہمراہ حضرت سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی رضی الله تعالیٰ عنه کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے پہلی فرصت میں بیعت وخلافت سے مشرف فرمایا۔ تمام سلاسلِ طریقت کی اجازت وخلافت کے ساتھ ساتھ "مُصَافَحاتِ اَرْبعه" کی اَسْنَاد سے بھی نوازے گئے۔ مرشدِ برحق حضرت سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے اجازت وخلافت سے نواز کر ارشاد فرمایا۔

"مجھے اس بات کی فکر رہتی تھی کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آل رسول! تو میرے لئے دنیا سے کیا لایا ہے؟ تو میں بارگاہ الٰہی میں کون سی چیز پیش کروں گا، لیکن آج وہ فکر میرے دل سے دور ہوگئی۔ کیوں کہ جب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ اے آل رسول! تو میرے لئے کیا لایا ہے تو میں عرض کردوں گا الٰہی تیری بارگاہ میں تیرا "احمد رضا" لایا ہوں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه نے ۵۵/ سے زائد علوم وفنون پر ایک ہزار سے زائد کتابیں لکھیں۔ پوری تاریخ اردو میں آپ سے بڑا مصنف نظر نہیں آتا۔ آپ نے جہاں دینی ومذہبی تصنیفات کا ذخیرہ اس قوم کو عنایت فرمایا وہیں عصری علوم۔ سائنس وغیرہ کے موضوع پر بھی کتابیں لکھیں اور

سائنس کے اصولوں سے بھی مذہب اسلام کی صداقت وحقانیت کوواضح کیا۔

آپ کے ترجمۂ قرآن ''کنزالایمان'' دیوان شاعری ''حدائق بخشش، علمِ غیب مُصْطَفَوِی پر'' الدّولۃ المکیہ'' اور فقہِ حنفی پر ۱۲/ضخیم جلدوں پر مُشتمل'' فتاویٰ رضویہ'' کا کوئی جواب نہیں۔آپ ہی وہ عظیم وعَبقَری شخصیت ہیں جس پر تقریباً ۱۲/ درجن پی ایچ، ڈی ہوچکیں۔اورکئی حضرات مختلف جامعات میں آپ پر پی ایچ، ڈی ،اور" اَیْم فِل" کرر ہے ہیں۔دنیا کے تمام اہل سنت آپ کواپنا بزرگ وپیشوا مانتے اورآپ کی خدماتِ جلیلہ کوتسلیم کرتے ہیں۔آپ نے پوری زندگی شریعتِ محمدّی اور سنّتِ مُصْطَفَوِی کا چرچا کیا۔اس کا صلہ یہ ہے کہ آج عالم میں آپ کا اورآپ کی خدمات کا چرچا ہورہا ہے۔آپ نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں کہ دنیا کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔

حق بیانیاں

شب وروز کام ہی کام۔خدمت ہی خدمت۔تحقیق ہی تحقیق، تصنیف ہی تصنیف۔تمام خانگی مصرؤفیات کو بالائے طاق رکھ کر ہمہ وقت دین وسنیت کے فروغ وتحفظ میں مصرؤف۔کھانا کھانے اور بات کرنے کی بھی فرصت نہیں۔بس اپنے نبی کے عشق میں قلم چل رہا ہے۔نہ جان کی پرواہ نہ گھربار کی فِکر، بخار کی شدت ہے بدن کانپ رہا ہے۔مگرآقا کے نام پر قلم رواں دواں ہے۔وہ لذتِ عشق سے آشنا ہیں اس لئے دردِ عشق میں اضافہ چاہتے ہیں۔ان کا خیال کتنا پاکیزہ ہے کہ

جان ہے عشقِ مصطفیٰ، روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

استاذِ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب نے گھریلو مشاغل سے کافی حد تک آزاد کردیا ہے۔ جس کا اعتراف آپ نے اس انداز میں کیا ''حسن میاں! جو کچھ میں دین کی خدمت کررہا ہوں اس کے اجر میں باذن اللہ حصہ دار تم بھی ہو۔ اس واسطے کہ تم ہی نے مجھے دینی خدمات کے لئے دنیا سے آزاد کردیا ہے''۔ (سیرت اعلیٰ حضرت صفحہ ۵۴)

آپ کو دنیا اور اہل دنیا سے محبت نہیں بلکہ رسول، سنتِ رسول اور عاشقان رسول سے سچی محبت ہے۔ دینِ رسول سے قلبی اُنس ہے۔ ناموس رسالت کا تحفّظ، عشقِ رسالت کا چرچا، نام رسالت کا وِرد اور گستاخان رسالت کی سرکوبی آپ کی مبارک زندگی کا حسین ترین مشغلہ ہے۔ جس نے جس طرف سے حملہ کیا آپ نے فوراً اس کا تعاقب کیا۔ اور دلائل و براہین کی زبردست بمباری سے اس کا قلعہ قمع کردیا۔ ردِّ بلیغ میں تحقیق کے دریا بہا دیئے۔ احقاقِ حق میں نور و ضیا کے آفتاب اُگا دیئے۔ قرآن و حدیث کی خوشبو سے فضا مُشکبار کردی۔ عشقِ رسول کے گلشن کھلا دیئے۔۔ کچھ اپنوں نے بھی خلافِ تحقیق ایسی روایتیں لکھیں جن کا صداقت و حقانیت سے کوئی تعلق نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قُدِّسَ سِرُّہٗ نے ان کا بھی تعاقب کیا۔ اور ادب واحترام نیز خلوص وانسانیت کے دائرے میں رہ کر ان کے

سامنے دلائل و براہین کے ایسے درخشاں تارے جگمگادیئے کہ جن کی روشنی کے سامنے شک وشبہ کا اندھیرا کافور ہوتا چلا گیا ان کا کام اور دینی خدمت اتنی واضح اور کثیر ہے کہ اسی کو کما حقُّہ خراج عقیدت پیش کرنا ہم جیسے کم علموں اور نا اہلوں کے لئے دشوار سے دشوار تر ہے۔ ان کے صحیح مقام و منصب سے اگر دُنیا آشنا ہو جائے تو اپنی دستار سرفرازی ان کے پائے باوقار پر نثار کردے۔

تمہارے علم و فضیلت کی رفعتوں کے نثار
حقیقتوں کے سمندر بہا دیئے تم نے

روضۂ پاک سے دست رسالت کا ظہور

کئی مصنفین نے اپنی کتابوں میں لکھا کہ حضرت شیخ سیدی احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے یہ شعر پیش کئے۔

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها
تقبل الارض عنی وهی نائبتی
وهذه نوبة الاشباح قد حضرت
فامدد یمینك كی تحظیٰ بها شفتی

آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی کرم فرماتے ہوئے اپنا دست رسالت قبر انور سے باہر نکالا جس کی تمام حاضرین نے زیارت کی۔ شیخ احمد کبیر رفاعی نے دست رسالت کا بوسہ نیز شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی

بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ایمان افروز موقع پر موجود تھے۔ بعض نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ حضرت شیخ سیدی احمد کبیر رفاعی کا بارگاہ رسالت میں یہ مقام وقرب دیکھ کر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے مریدوں میں شامل ہوگئے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی اس سلسلہ میں تحقیق کیا ہے؟ ملاحظہ کیجئے:

''حضرت ممدوح (سید احمد کبیر رفاعی) قدس سرہ الشریف کا روضۂ انور سید اطہر ﷺ پر حاضر ہونا اور اشعار عرض کرنا۔

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها

تقبل الارض عنی وهی نائبتی

وهذه نوبة الاشباح قد حضرت

فامدد یمینك کی تحظیٰ بها شفتی

ترجمہ:۔ زمانۂ دوری میں میں اپنی روح حاضر کرتا تھا۔ وہ میری طرف سے زمیں بوسی کرتی تھی۔ اب جسم کی باری ہے جو حاضر بارگاہ ہے۔ حضور! دست مبارک بڑھائیں کہ میرے لب سعادت پائیں۔ اس پر حضور اقدس ﷺ کا دست مبارک روضۂ انور سے باہر آنا اور حضرت احمد کبیر رفاعی کا اس کے بوسے سے مشرف ہونا مشہور و ماثور ہے''۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت اس روایت کے ثبوت میں امام سیوطی کی کتاب ''تنویر الملك'' کی عبارت نقل فرماتے ہیں اور اس کے بعد تحریر کرتے ہیں۔ ''اور بعینہٖ یہی کرامتِ جلیلہ حضور پُر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے لئے بھی مذکورو مزبور ہے۔ کتاب "تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر" میں ہے "راویوں نے ذکر کیا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار حاضر سرکار مدینۂ نور بار ہو کر روضۂ انور کے قریب وہ دونوں شعر پڑھے اس پر حضور اقدس ﷺ کا دست انور ظاہر ہوا۔ حضرت غوث اعظم نے مصافحہ کیا اور بوسہ لیا اور اپنے سرِ مبارک پر رکھا" اور تعدد سے کوئی مانع نہیں۔ حضور سرکار غوثیت نے پہلا حج ۵۰۹ھ میں فرمایا ہے۔ جب عمر شریف ۳۸ رسال تھی۔ حضور سیدی عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سفر میں ہم رکاب تھے۔ حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ام عبیدہ میں خورد سال تھے۔ حضرت کو گیارھواں سال تھا ممکن کہ اس بار حضور سرکار غوثیت نے یہ اشعار "بارگاہ عرش جاہ" میں عرض کئے اور ظہورِ دستِ اقدس و بوسہ و مصافحہ سے مشرف ہوئے ہوں۔ جب حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوان ہوئے اور حج کو حاضر ہوئے۔ باتباع سرکار غوثیت انہوں نے بھی وہ اشعار عرض کئے اور سرکارِ کرم کے اس کرم سے مشرف ہوئے ہوں۔

بہر حال اس پر وہ فقرۂ تراشیدہ کہ اس وقت حضور قطب العالمین، غوث العارفین، رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رفیع رفاعی کے ہاتھ پر معاذ اللہ بیعت فرمائی، کذب محض وافتراء خالص و دروغ بے فروغ ہے اور اللہ واحد قہار جھوٹ کو دشمن رکھتا ہے نہ کہ ایسا جھوٹ جس سے زمین و آسمان ہل جائیں۔ ھَاتُوا بُرْھَانَکُمْ اِنْ

كُنتُمْ صَادِقِين لاؤاپنی دلیل اگر سچے ہو۔ فَاِذْ لَمْ يَاتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَاُولٰئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكَاذِبُون ۔ پھر جب وہ گواہان عادل نہ لاسکیں تو جوایسا دعویٰ کریں اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔ وَ قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرىٰ ۔ خائب وخاسر ہوا جس نے اِفترا باندھا‘‘ (طرد الافاعی)

مذکورہ عبارت سے ظاہر و باہر ہے کہ اعلیٰ حضرت دونوں حضرات کے لئے روضۂ پاک سے دست رسالت نکلنا مانتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ’’تعدد سے کوئی مانع نہیں‘‘، یعنی ایک واقعہ کئی بار بھی پیش آسکتا ہے۔ ہاں اعلیٰ حضرت کے نزدیک سرکار غوث اعظم نے بارگاہ رسالت میں سیدی احمد رفاعی سے سالہا سال پہلے حاضری پیش کی اور عربی کے وہ دونوں شعر (جو اوپر مذکور ہیں) سرکار غوث اعظم نے بارگاہ رسالت میں پیش کئے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سرکار غوث اعظم کے نظم فرمودہ ہیں۔ سیدی احمد رفاعی کو جب معلوم ہوا کہ یہ شعر بارگاہ ’’عرش جاہ‘‘ میں مقبول ہیں تو انہوں نے بھی سرکار غوث اعظم کی پیروی میں وہی شعر پڑھے اور سرکار کائنات نے کرم فرماتے ہوئے ان کو بھی اپنے دست مبارک کی زیارت و بوسہ سے مشرف فرما دیا۔ اس تطبیق سے شیخ احمد رفاعی کی عظمت و شان بھی برقرار رہی اور غوث اعظم کی افضلیت واولیت بھی ثابت ہوگئی۔ ہاں اعلیٰ حضرت اس جھوٹی بات پر سخت برہمی کا اظہار کرتے ہیں کہ سرکار غوث اعظم شیخ احمد رفاعی سے بیعت ہوئے پھر اس کے بعد ’’طرد الافاعی‘‘ میں ’’بہجۃ الاسرار‘‘ کے حوالے سے شیخ احمد کبیر اور دیگر اولیائے ماقبل

ومابعد پر سرکارغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت وبرتری دلائل قاطعہ سے ثابت کرتے ہیں جس کے سامنے تمام اہل شعور نے سرِ تسلیم خم کیا اور کررہے ہیں۔

فقاہت: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ فقاہت میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ بڑے بڑے فقہائے کرام کی بڑی بڑی کتابوں کا مطالعہ کیجئے اور اُسی درمیان اعلیٰ حضرت کی فتاویٰ رضویہ اور جدالممتار وغیرہ کو بغور پڑھئے۔ آپ کو اندازہ ہوجائے گا کہ اعلیٰ حضرت کی فقاہت کا آفتاب عالم تاب کتنا ضیاء بار اور روشن وتابناک ہے۔ اُن کی علمی ضیاء پاشیوں نے اُن مقامات کو بھی روشن کیا جہاں اب تک روشنی کی کرن نہیں پہنچی تھی۔

☆ نوٹ کے سلسلہ میں بڑے بڑے علمائے احناف اور فقہائے کرام شرعی حکم صادر کرنے سے قاصر نظر آئے اور یہ کہہ کر خاموش ہوگئے کہ اَلْعِلْمُ اَمَانَةٌ فِیْ اَعْنَاقِ الْعُلَمَاءِ ایسے وقت میں آپ نے "کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ" لکھ کر علما وفضلا وفقہا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا "فتح القدیر" کی اس عبارت "لَوْبَاعَ کَاغَذَةً بِاَلْفٍ یَجُوْزُ وَلَایَکْرَہ" لکھ کر نوٹ کے جواز کا حکم لگا کر مفتیانِ حرمین شریفین سے اپنی فقہی صلاحیت اور خداداد مہارت کا لوہا منوالیا۔

☆ عام طور پر کتب اصول میں احکامِ شرعیہ کی ۷؍قسمیں بیان کی جاتی ہیں (۱) فرض (۲) واجب (۳) مستحب (۴) مُباح (۵) حرام (۶) مکروہ تحریمی (۷) مکروہ تنزیہی۔ لیکن اعلیٰ حضرت نے امام اعظم کے مذہب کی روشنی میں احکام کی ۱۱؍قسمیں

بیان فرمائیں۔ساتؔ مذکورہ اور چار درج ذیل ہیں۔

(۱)سنتِ مؤکدہ (۲)سنتِ غیر مؤکدہ (۳)اسائت (۴) خلافِ اولیٰ

☆اسی طرح تیمّم کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے ۳۱۱/اُمُور بیان فرمائے جن میں سے ۱۸۱/سے تیمّم جائز ہے اور ان ۱۸۱/میں سے ۷۴/وہ ہیں جو فقہائے متقدمین نے بیان فرمائے اور ۱۰۷/وہ ہیں جو اعلیٰ حضرت نے مذہب امام اعظم کی روشنی میں اپنے اِجتہاد سے بیان کئے۔اسی طرح ۱۳۰/اُمُور عدمِ جواز پر قلم بند فرمائے جن میں سے ۵۸/فقہائے متقدمین نے بیان کئے اور ۷۲/کا اعلیٰ حضرت نے اپنے اِستِنباط سے اضافہ فرمایا۔

☆علامہ شامی نے ملاّ علی قاری اور دوسرے علماء کی طرح رسول پاک ﷺ کے اذان نہ دینے پر جزم کیا لیکن اعلیٰ حضرت کی تحقیق یہ ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ایک مرتبہ سفر میں اذان دی ہے۔

☆جھینگے کے سلسلہ میں لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا۔اعلیٰ حضرت سے اس کی حِلّت وحُرمت کے بارے میں سوال کیا گیا۔سوال بھی ایسے وقت میں کہ فقہی کتابیں موجود نہیں اور مسئلہ بھی جھینگے کا کہ جس کا روزانہ کے مسائل سے تعلق نہیں لیکن آپ نے زبانی کیسا تحقیقی وشافی جواب عنایت فرمایا ہے پڑھ کر اہل علم دنگ رہ جاتے ہیں۔ درجنوں کتابوں کی عبارات اور حوالہ جات سے جھینگے کا ماہی (مچھلی) ہونا ثابت کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام فقہی، لُغوی اور طِبّی کتابیں آپ کو ازبر

ہیں۔ پھر کس امام نے چھوٹی مچھلیوں (جو بغیر آلائش نکالے بھونی جاتی ہیں) کے بارے میں کیا کہا۔ کسی بھی موضوع پر سوال کیجئے اعلیٰ حضرت اس کے جواب میں فقہاء کی کتابوں کی عبارات اس طرح پڑھتے اور لکھتے ہیں جیسے آج تک صرف اسی پر آپ نے تیاری کی ہے۔ جھینگے کے سلسلہ میں بھی علم کے دریا بہا رہے ہیں۔ بے تکلف، ذہن پر زور دیئے بغیر، نہایت آسانی کے ساتھ ان کتابوں کی عبارتیں تحریر کر رہے ہیں کہ جن کے نام بھی بہت سے علما کے لئے بالکل نئے اور انوکھے ہیں۔ آخر میں فرماتے ہیں "جھینگے کی صورت عام مچھلیوں سے بالکل جدا اور گنگچے وغیرہ کیڑوں سے بہت مشابہ ہے اور لفظ ماہی غیر جنس سمک پر بھی بولا جاتا ہے جیسے "ماہی سقنقور" حالانکہ وہ ناکے کا بچہ ہے کہ سواحل نیل پر خشکی پر پیدا ہوتا ہے اور ہمارے ائمہ سے "حلت روبیاں" (جھینگے کے حلال ہونے) میں کوئی نص معلوم نہیں بہرحال ایسے شبہ واختلاف سے بے ضرر بچنا ہی اولیٰ ہے"

(المیزان امام احمد رضا نمبر)

اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ دیکھ کر اہل علم حیران وششدر رہ گئے اور ان کو یہ ماننا پڑا کہ اعلیٰ حضرت یقیناً مرجع علما وفقہا ومشائخ ہیں۔ ان کے فتاویٰ مراجع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اُن پر اُن کے آقا و مولیٰ کا خصوصی فیضان وکرم ہے۔ جو مرجعیت وانفرادیت انہیں حاصل ہے ہندوپاک کے کسی عالم ومفتی کو حاصل نہیں۔ سچ ہے۔

این سعادت بہ زور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

قیامت کب آئے گی؟ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قُدِّسَ سِرُّہٗ سے پوچھا گیا کہ قیامت اور ظہور امام مہدی کب ہوگا؟ آپ نے ارشاد فرمایا "اسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اس کے بتائے سے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ قیامت ہی کا ذکر کر کے ارشاد فرماتا ہے عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ اللہ غیب کا جاننے والا وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ امام قسطلانی وغیرہ نے تصریح فرمائی کہ اس غیب سے مراد قیامت ہے جس کا اوپر کی متصل آیت میں ذکر ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے بعض علمائے کرام نے بملاحظۂ احادیث حساب لگایا کہ یہ امت سن ہزار ہجری سے آگے نہ بڑھے گی۔ امام سیوطی نے اس کے انکار میں رسالہ لکھا۔ الکشف عن تجاوز ھذہ الامۃ الالف۔ اس سے ثابت کیا کہ یہ امت ایک ہزار ہجری سے آگے ضرور بڑھے گی۔ امام جلال الدین کی وفات ۹۱۱ ہجری میں ہے۔ آپ نے حساب سے خیال فرمایا کہ ۱۴۰۰ھ میں خاتمہ ہوگا۔ بحمدہ تعالیٰ اسے بھی ۲۶ ربرس گزر گئے اور ہنوز قیامت تو قیامت اشتراط کبریٰ میں سے کچھ نہ آیا۔ امام مہدی کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں۔ مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں اور بعض علوم کے ذریعے سے مجھے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۷ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور ۱۹۰۰ھ میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں گے۔"

غور کیجئے! امام جلال الدین سیوطی نے اپنے پیشرو علما کے حساب کا انکار کیا اور رسالہ "الکشف" لکھا۔ سن ۱۳۰۰ھ گزر جانے پر ان کا کشف بھی فیل ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت نے بعض علوم کی روشنی میں بتایا کہ ۱۹۰۰ھ میں امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ اس خیال کے خلاف اب تک کوئی حساب نہیں آیا۔ اس سے اعلیٰ حضرت کا مبلغ علم ظاہر ہے۔

☆اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قُدِّسَ سِرُّہٗ کے سلسلہ میں جوشِ عقیدت یا ناواقفیت میں کچھ ایسی باتیں مشہور کی گئیں جو حقیقت و صداقت اور واقعیت سے بعید نظر آتی ہیں۔ واقعی اعلیٰ حضرت ایک عبقری شخصیت ہیں ان سے حیرت انگیز واقعات رونما ہوئے جنہیں دیکھ کر عقلیں دنگ ہیں۔ انسانی فکر حیرت زدہ ہے۔ مگر کسی بھی حال میں حق و صداقت کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ اپنے شیخ و امام کی ذات بابرکات پر خلافِ واقعہ روایت چسپاں کرنا، اس کی ستائش و توصیف نہیں۔ دل آزاری و ناانصافی ہے۔ پھر یہ کہ ہمارے پاس جب حقیقت کے موتیوں کا اتنا کثیر انبار ہے تو نقلی مال کی آمیزش کی ضرورت کیا ہے؟ سردست جو چند باتیں حاشیۂ ذہن میں ہیں قلم بند کی جاتی ہیں۔

دونوں ہاتھوں سے بیک وقت لکھنا

اعلیٰ حضرت کی سرعت تحریر کا یہ عالم کہ حالت بیماری میں آپ نے مکۂ مکرمہ میں اپنے آقائے کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی خصوصی عنایات کے طفیل ۸ر گھنٹے کی مختصر مدت میں علم غیب مصطفوی کے اہم اور مشکل ترین موضوع پر دلائل باہرہ اور براہین

قاطعہ سے لبریز ایک ضخیم دستاویزی ولاجواب کتاب مستطاب بنام " الدولة المکیة بالمادة الغیبیة" تصنیف فرمائی۔ شدید بخار کی حالت میں جب کہ علمائے متقدمین کی کتابیں بھی ہم دست نہیں۔ صرف اپنے حافظے، یادداشت اور ذہنی قوت وتوانی کے سہارے اس مختصر مدت میں اتنی ضخیم اور دنداں شکن کتاب لکھنا صرف اور صرف آپ ہی کا خاصہ اور حق ہے۔ قوت حافظہ کا یہ عالم کہ بڑی بڑی ضخیم، پانچ پانچ سو صفحات کی فقہی کتابیں ایک بار مطالعہ کر لیتے پھر زندگی بھر اس کی عبارات اور حوالہ جات پیش کرتے رہتے اور نہ عبارت میں ایک حرف کا فرق ہوتا نہ حوالہ جات میں۔ فقہ وحدیث کی بڑی بڑی کتابیں آپ کے حافظہ میں ایسی محفوظ تھیں جس کا کوئی جواب نہیں۔ اکابر آپ کی زبان سے عبارات وحوالہ جات سنتے اور حیرت زدہ رہ جاتے۔ ''کنز الایمان'' ترجمۂ قرآن آپ نے اپنی خدا داد یادداشت کی بنا پر املا کرادیا۔ بعد میں جب آپ کے املا کرائے ہوئے ترجمہ کو بڑی بڑی کتبِ تفاسیر سے ملایا جاتا تو بالکل ان کے مطابق ہوتا۔ بلکہ آپ ایک ایسا مختصر جملہ لکھا دیتے جو تمام کتب تفاسیر کی ترجمانی کرتا۔

روزانہ تقریباً نصف گھنٹے ہی قرآن عظیم حفظ کرتے اور مسجد رضا میں جا کر تراویح میں سنا دیتے۔ اس طرح ۲۷ رویں تراویح میں قرآن عظیم ختم کر کے آپ نے اہل جہان کو حیرتوں میں مبتلا کر دیا اور ثابت کر دیا کہ واقعی یہ کام کوئی نہیں کرسکتا۔ وہی کرسکتا ہے جس سے اس کا رب راضی ہو اور اس کے محبوب خوش ہوں۔ شاید انہی

خصوصیات وکرامات کو دیکھ کر عوام میں یہ بات مشہور ہوئی کہ ”اعلیٰ حضرت دونوں ہاتھوں سے لکھتے تھے“ اگر کوئی شخصیت بیک وقت دونوں ہاتھوں سے لکھنے کی مشق کرے اور اس پر آقائے کریم کا کرم خاص اور نگاہ عنایت نہ ہو تو وہ ہرگز کامیابی کی راہ نہیں پا سکتا۔ اور نہ اس کی تحریر مقبول ہو سکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کی کامیابی ومقبولیت اور تصنیفی وتحریری مہارت ومُمارَست ان کے آقائے کریم ﷺ کی خصوصی نوازش وعطا ہے۔ اعلیٰ حضرت کو اپنے نبی سے سچا عشق تھا جس کا اظہار ان کی ہر ہر ادا اور ہر ہر قول سے ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنے نبی کا نام بلند کیا۔ ان کے نبی نے ان کا پرچم سارے جہاں میں لہرا دیا۔ انہیں قوت وتوانائی اور خدمت دین کے لئے بھرپور صلاحیت عطا فرمائی۔ ان کی تحقیقی کتابیں اور خدمات دینیہ سرکار مدینہ کے کرم کی مرہون منت ہیں۔ اعلیٰ حضرت دونوں ہاتھوں سے نہیں صرف اور صرف ایک ہی ہاتھ یعنی داہنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ یا اپنے تلامذہ وخلفاء سے بول بول کر لکھاتے تھے۔ یہ ایک ہزار سے زائد مستند اور بے مثال کتابیں دونوں ہاتھوں سے لکھنے کا کمال نہیں بلکہ سرکار مدینہ کی نوازشات وعنایات کا کمال ہے۔

کیا اعلیٰ حضرت اور اشرفعلی تھانوی ہم سبق تھے؟

اس صدی کا اس سے بڑا جھوٹ اور کیا ہو سکتا ہے؟ اعلیٰ حضرت کو مدرسہ دیوبند میں تھانوی کا ہم سبق بتانے والے احمقوں کو شاید معلوم نہیں کہ جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حصولِ تعلیم سے فارغ ہو کر فتویٰ نویسی کے اہم کام میں مصروف ہو چکے تھے اس

وقت تھانوی جی اپنے بڑے بھائی کے سر پر پیشاب کر کے انہیں تر بتر کر رہے تھے۔ اُن کی شرارتوں کا یہ عالم کہ اپنے بھؤ کے ماموں کی پلیٹ میں ''کُتّے کا پلّہ'' رکھ رہے تھے۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ کی ولادت باسعادت ۱۰ر شوال ۱۲۷۲ھ میں ہوئی اور شعبان ۱۲۸۶ھ میں بعمر ۱۳ر سال ۱۰ر ماہ تمام علومِ دَرسیہ سے فراغت پائی اور فراغت کے دن ہی سے فتویٰ نویسی کا فریضہ انجام دینا شروع کر دیا۔ تصنیفی خدمات کا یہ عالم کہ فراغت تک آپ کئی کتابیں تصنیف کر چکے تھے جن میں مشہور نحوی کتاب ''ہدایت النحو'' کی عربی شرح بھی شامل ہے۔اشرفعلی تھانوی کی پیدائش ۱۲۸۰ھ میں اور تعلیم کا آغاز تقریباً ۱۲۹۵ھ میں ہوا اور ۱۳۰۱ھ میں مدرسہ دیوبند سے فارغ ہوئے۔ جب تھانوی جی فارغ ہوئے اس وقت تک اعلیٰ حضرت تقریباً ۱۰۰ر کتابیں تصنیف کر چکے تھے۔ مدرسہ دیوبند میں اعلیٰ حضرت کا تعلیم حاصل کرنا تو درکنار آپ کا کبھی اس طرف گزر تک نہیں ہوا۔آپ نے ساری تعلیم اپنے والد ماجد علامہ مفتی نقی علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''متوفی ۱۲۹۷ھ'' سے حاصل کی۔ حضرت والد ماجد کے علاوہ مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی (م ۱۳۳۶ھ) خاتم الاکابر حضرت سیدی شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۱۲۹۶ھ) اور سید شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی (م ۱۳۲۴ھ) سے اعلیٰ حضرت نے اکتساب علم کیا۔ان تمام تاریخی حقائق وشواہد کے باوجود کسی دشمن کا یہ اڑانا کہ رضا اور تھانوی ہم سبق تھے کذبِ صریح، افتراءِ خالص، لغوِ محض اور دروغِ

بے فروغ نہیں تو اور کیا ہے؟

رَضا یا رِضا؟ جون پور سے شمس العلماء حضرت العلام قاضی شمس الدین صاحب "مصنفِ قانون شریعت" نے بریلی شریف کا سفر کیا اور اپنے تلمیذِ خاص، استاذ العلماء حضرت مفتی محمد اعظم صاحب کو ساتھ لیکر مرشدِ برحق سیدی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ دوران گفتگو حضرت مفتی اعظم ہند سے سوال کیا کہ اعلیٰ حضرت کا نام نامی "احمد رَضا تھا یا احمد رِضا؟" تخلص "رَضا ہے یا رِضا؟" حضرت نے جواب دیا کہ لغت میں دونوں طرح ہے مگر والدِ ماجد کا اسم گرامی رَضا بالفتح تھا رِضا بالکسر نہیں۔ کتنے لوگوں کو رِضا (زیر کے ساتھ) پڑھتے ہوئے سنا ہے اسی طرح بہت سے لوگ رَضوی کی جگہ رِضوی (را کے زیر کے ساتھ) پڑھتے ہیں انہیں اس سے سبق لینا چاہئے۔ تحقیق کے لئے (حضرت مفتی محمد اعظم صاحب نوری مسجد جنکشن بریلی) سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

تجھ سے کتّے ہزار پھرتے ہیں

آقائے نعمت، مرشد برحق، قطب عالم، حضور مفتی اعظم ہند سے پوچھا گیا سرکار کیا ہم "کُتّے کی جگہ "شیدا" کہہ سکتے ہیں؟ مقطع کا پورا شعر اس طرح ہے:

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ
تجھ سے کتّے ہزار پھرتے ہیں

حضور مفتی اعظم ہند نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کے کلام میں تصرّف کرنے والے تم کون ہوتے ہو؟ جو انہوں نے نظم فرمایا وہی پڑھنا چاہیے۔

یہ اُسی کلام کا مقطع ہے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قُدِّسَ سِرُّہٗ نے بارگاہِ رسالت میں نظم فرمایا تھا۔ کلام نظم کرنے سے قبل بارگاہِ رسالت میں اِلتجا پیش کی۔ ''سرکار حالتِ خواب میں بار بار جمالِ جہاں آرا کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ آج آپ کی خصوصی عنایات سے بندہ روضۂ پاک پر حاضر ہے۔ قلبِ مضطر کی تمنا یہ ہے کہ سرکار کی حالت بیداری میں زیارت ہو جائے اور یہ دل ان کے قدموں پر نثار ہو۔ تاکہ آپ کی حیات طیبہ کے طفیل حیات جاودانی کی سعادت نصیب ہو جائے''۔ درود پاک کی ڈالیاں نچھاور کرتے رہے اسی دوران اپنے آقا کی بارگاہ پاک میں شعری وادبی کمالات ومحاسن سے مزیّن فی البدیہ یہ کلام پیش کیا جس کا مقطع گزر گیا اور مطلع یہ ہے۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر
لاکھوں گرد مزار پھرتے ہیں

سولہ ۱۶/ اشعار پر مشتمل اس کلام کے مقطع میں اعلیٰ حضرت نے خود کو بارگاہ رسالت کا کتّا کہا۔ ایک اور کلام ہے جس کے مقطع میں اعلیٰ حضرت ان کی گلی کے کتّوں کو تحفے میں اپنا دل پیش کرنے کی آرزو رکھتے ہیں۔

پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضاؔ

ان سگانِ کُو سے اتنی جان پیاری واہ واہ!

اپنے آقا و مولیٰ کی بارگاہ میں انکساری کا یہ عالم کہ ایک کلام کے مقطع میں فرماتے ہیں۔

ان کے آگے دعویٔ ہستی رضاؔ

کیا بکے جاتا ہے یہ ہر بار ہم

کلام میں ترمیم و تنسیخ، کلام کے ساتھ سخت نا انصافی ہے اور صاحبِ کلام کی دل آزاری کا سبب بھی۔ اس سے بچنا چاہئے۔ کچھ نعت خواں حضرات کو دیکھا کہ وہ اعلیٰ حضرت کے کلام میں دیگر شعراء کا کلام بھی شامل کر دیتے ہیں اور آخر میں مقطع اعلیٰ حضرت کا پڑھ دیتے ہیں جس سے ایسا لگتا ہے کہ سارا کلام جو نعت خواں نے پڑھا وہ اعلیٰ حضرت کا ہے یہ بھی نہایت بے جا اور خلاف ادب حرکت ہے۔ اس طرح کی خواندگی سے احتراز کرنا چاہئے۔

سیّدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت کو ''سیّدی'' کہنے پر بھی کچھ کینہ پروروں کو بے جا اعتراض ہے۔ یاد رہے اہل عقیدت اعلیٰ حضرت کو ''سیّدی'' کہتے ہیں ''سیّد'' (باعتبار قوم) نہیں کہتے جب کہ اعلیٰ حضرت کو (باعتبارِ معنیٰ) سیّد کہنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ یقیناً اعلیٰ حضرت اہل سنت کے سیّد (سردار و پیشوا) ہیں۔ ہر مجدّد دہر ولی، ہر نائب رسول عوامِ اہل سنت کا سیّد (سردار) ہے۔ سیکڑوں ائمہ کرام، اولیائے امت اور پیشوایانِ دین ایسے

گزرے ہیں جو باعتبار قوم سید نہیں مگر وہ سب ہم اہل سنت کے پیشوا، مقتدا اور سید و سردار ہیں۔ قرآن کریم کی سورۂ یوسف میں عزیز مصر کو سید فرمایا گیا۔ (سَیِّدَهَا لَدَا الْبَابُ) خطبِ علمی کے پہلے ہی خطبے میں روز جمعہ کو سید کہا گیا (جَعَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ سَیِّدَ الْاَیَّام) عجیب بات ہے کہ روز جمعہ تو سید ہو اور اعلیٰ حضرت جنہوں نے اہل سنت کے مذہبِ حقّہ کا تحفظ کیا جنہوں نے اپنی پوری زندگی خدمات دین و سنیت میں گزار دی۔ جنہوں نے ہر محاذِ حیات پر مسلمانوں کی قلمی امداد فرمائی۔ جنہوں نے دین کے رہزنوں سے اہل سنت کے مَتاعِ عشق و ایمان کو بچایا۔ جن کو علمائے اسلام نے مجدد اسلام تسلیم کیا۔ جن کے علم و فضل کا سورج پوری آب و تاب کے ساتھ آج بھی درخشاں ہے وہ ''سید'' نہ ہوں؟ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

پانچواں امام: کچھ جاہلوں کا اعتراض ہے کہ مذہب میں چار ہی امام ہیں یہ پانچویں امام کہاں سے آئے؟ ایسے جاہلوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ امام چار نہیں درجنوں ہیں۔ امام حسن اور امام حسین سے امام احمد رضا اور عہد حاضر تک شمار کرتے ہوئے چلے آیئے ہزاروں امام مل جائیں گے۔ اعتراض کرنے والے اِن جاہلوں سے پوچھا جائے کہ آپ جماعت سے نماز پڑھتے ہیں یا نہیں؟ اگر پڑھتے ہیں تو کسی کی اقتدا تو کرتے ہی ہوں گے؟ اگر کرتے ہیں تو بتائیں جس کی اقتدا کرتے ہیں وہ کون ہے؟ امام ہے یا نہیں؟ نیت میں "اِقْتَدَیْتُ بِهٰذَا الْاِمَامِ" (میں نے اقتدا

کی اس امام کی) کہتے ہیں یا نہیں؟ اب سمجھ میں آگیا ہوگا کہ اسلام میں کتنے امام ہیں۔ ان جاہلوں کی حماقت و جہالت اور سفاہت و نادانی تو دیکھئے کہ مسجد میں نماز پڑھانے والا تو امام ہوسکتا ہے۔ اور ہے۔ مگر عقیدہ و ایمان بچانے والا رضا امام و پیشوا نہیں ہوسکتا۔

اعلیٰ حضرت کی نمازِ جنازہ: بعض کتابوں میں تحریر ہے کہ اعلیٰ حضرت کی نمازِ جنازہ صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی حکیم محمد امجد علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ (مصنف بہارِ شریعت) نے ادا کرائی۔ یہ درست نہیں، خلاف حقیقت ہے۔ حضرت صدر الشریعہ نے نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی بلکہ غسل دیا۔ سید اظہر علی صاحب نے لحد کھودی۔ حافظ امیر حسن صاحب مرادآبادی، حضرت مولانا سید سلیمان اشرف صاحب، حضرت سید محمود جان صاحب، سید ممتاز علی صاحب اور برادر اعلیٰ حضرت مفتی محمد رضا خاں صاحب قبلہ نے بوقتِ غسل پانی ڈالا۔ حضرت صدر الشریعہ کی عظمت و سربلندی کو ہزاروں بار سلام ان کا عروج و کمال، بزرگی و بالا دستی اور شان انفرادیت، ان کی علمی برتری اور فقہی مہارت کی بنا پر ہے۔ کسی غلط بیانی سے ان کی شخصیت میں چار چاند ہرگز نہیں لگ سکتے۔ کتاب "تذکرۂ جمیل"۔ اخبار "دبدبۂ سکندری" اور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قادری ازہری کے مصدّقہ فتوے سے آفتاب نیم روز کی طرح روشن و آشکار ہے کہ اعلیٰ حضرت کی نمازِ جنازہ ان کے خلف اکبر حجۃ الاسلام حضرت مفتی محمد حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۱۳۶۲ھ) نے ادا کرائی۔ ۷؍نومبر ۱۹۲۱ء کے اخبار "دبدبۂ سکندری" کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے۔ "۲۶؍صفر کی صبح کو اس امامِ اسلام کا جنازہ

اٹھا، آدمیوں کی وہ کثرت تھی کہ سوائے عیدگاہ کے کسی اور مقام میں نماز جنازہ کا ادا کرنا ممکن نہ معلوم ہوا۔ وسیع سڑکوں اور بلندیوں پر چڑھ کر دیکھنے سے جہاں تک نظر جاسکتی تھی انبوہ ہی انبوہ نظر آتے تھے۔ ۱ر بجے عیدگاہ پہنچے اور بعد نماز ظہر حضرت مولانا مولوی مفتی حاجی محمد حامد رضا خاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم نے بعد تلقین ترکیب نماز جنازہ اور تکبیر سوم کے بعد وہ ادعیہ کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فتاویٰ مبارکہ میں تحریر فرمائیں اور معمولہ حضور اقدس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھیں حسب وصیت پڑھیں۔ مقتدیوں کو بعد دعا کے آہستہ آہستہ آمین کہنے کی ہدایت فرمادی تھی۔

(وصایا شریف مضمون مفتی محمد کوثر علی رضوی)

علاوہ ازیں وَصَایا شریف مطبوعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف میں حضرت تاج الشریعہ، مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب بستوی، مفتی مظفر حسین قادری، اور مفتی ناظم علی قادری کا فتویٰ نیز حبیب العلماء حضرت مولانا مفتی حبیب رضا خاں صاحب قبلہ کا مضمون موجود ہے جس میں واضح الفاظ کے ساتھ اعلان کردیا کہ اعلیٰ حضرت کی نماز جنازہ حجۃ الاسلام نے ادا کرائی۔

قبر تا قد آدم گہری ہو: بعض مقررین سے سنا گیا کہ اعلیٰ حضرت نے آخری وقت وصیت کی تھی کہ "میری قبر اتنی گہری ہو کہ میں بآسانی کھڑا ہوسکوں" راقم الحروف (عبدالرحمٰن خاں قادری) نے اعلیٰ حضرت کے دونوں وصایا (مکتوب و ملفوظ) بغور پڑھے مگر یہ وصیت کہیں نہیں پائی۔ اگر کسی شخصیت کے پاس کوئی حوالہ یا ثبوت ہو تو براہِ کرم عنایت فرمائیں۔

(21) حامدِ و محمود اور حمّادِ احمد کر مجھے

میرے مولیٰ حضرت حامد رضا کے واسطے

تشریح:۔ یاالٰہی! میرے مددگار، حجۃ الاسلام حضرت مفتی حامد رضا خاں صاحب کے صدقے میں مجھے تو اپنے محبوب کی بہت زیادہ تعریف کرنے والا اور دونوں جہاں میں بہتر اور پسندیدہ بنا۔

☆ **حجۃ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد حامد رضا خاں صاحب** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت ماہ ربیع الاول شریف ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء کو شہر بریلی شریف میں ہوئی۔ اور وصال بھی بریلی شریف میں ۱۷/ جمادی الاول ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳/ مئی ۱۹۴۳ء کو نماز عشاء میں التحیات کے دوران ۱۰/ بجکر ۳۵/ منٹ پر ہوا۔ مزار شریف خانقاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف میں مَرجعِ خلائق ہے۔

حجۃ الاسلام حضرت مفتی حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ کو والد ماجد اعلیٰ حضرت اور حضور سیدی شاہ ابوالحُسین نوری میاں مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت و خلافت کا شرف حاصل تھا۔ آپ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نہایت محبت فرماتے تھے۔ جس کا جیتا جاگتا ثبوت اعلیٰ حضرت کا یہ مصرعہ ہے۔ ع

حَامِدُ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ حَامِدْ

اعلیٰ حضرت کی نسل پاک کا سلسلہ حجۃ الاسلام ہی سے جاری ہوا۔ یہ بھی اعلیٰ حضرت کی زبردست کرامت ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت نے پہلے ہی چشم کشف وکرامت سے دیکھ لیا تھا کہ میری نسلِ ذکوران ہی سے قائم رہے گی۔ اس لئے فرمایا کہ حَامِدٌ مِنِّی وَ اَنَا مِنْ حَامِدٍ یعنی حامد رضا مجھ سے ہیں۔ اور میں حامد رضا سے۔

اعلیٰ حضرت کو اپنے اس فرزند اکبر سے کس درجہ محبت تھی اس کا اندازہ اعلیٰ حضرت کے اس مکتوب سے لگایا جاسکتا ہے۔ جو آپ نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب سرکارِ کُپا علیہ الرحمہ کے نام لکھا تھا۔ اس میں تحریر فرماتے ہیں۔

''میں حامد رضا کو بھیج رہا ہوں۔ ان کو'' احمد رضا'' ہی سمجھا جائے۔ ان کی بیعت میری بیعت ہے اور ان کا مرید۔ میرا مرید ہے۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ مفتی حامد رضا خاں صاحب قُدِّسَ سِرُّہٗ اپنے والد گرامی سرکار اعلیٰ حضرت کی بہت خوبیوں کے جامع تھے۔ آپ کی شخصیت اسلامی حق وصداقت کی منہ بولتی تصویر تھی۔ حسنِ ظاہری کا یہ عالم تھا کہ آپ کو دیکھنے والا برجستہ پکار اٹھتا تھا کہ " ھٰذا حُجَّةُ الاسلام " یہ اسلام کی دلیل ہیں۔ بہت سے غیر مسلموں نے آپ کا چہرہ دیکھ کر اسلام قبول کیا اور اس بات کا اعتراف کیا کہ جب ''حجۃ الاسلام کا یہ عالم ہے تو ''پیغمبر اسلام کا عالم کیا ہوگا۔

آپ کے جسم اقدس پر ایک زبردست پھوڑا نکل آیا۔ جس کا آپریشن ضروری تھا۔ آپریشن سے پہلے ڈاکٹر نے بے ہوشی کا انجکشن لگانا چاہا۔ آپ نے منع

فرمایا اور بغیر نشے کے آپریشن کرانے کے لئے تیار ہو گئے۔ آخر کار حالت ہوش و حواس میں دو تین گھنٹے تک آپریشن ہوتا رہا۔ آپ درود شریف کا ورد کرتے رہے۔ کسی بھی درد و کرب اور تکلیف و بے چینی کا اظہار نہیں کیا۔ ڈاکٹر آپ کی ہمت و استقامت پر حیران و ششدر رہ گیا۔ آپ اکثر درود شریف کا ورد رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کو سوتے ہوئے بھی درود شریف پڑھتے ہوئے دیکھا گیا۔ آپ اپنے والد ماجد سرکار اعلیٰ حضرت کی طرح انگریز اور اس کی طرزِ زندگی کے سخت مخالف رہے۔

کرامت: اولاد غوث اعظم حضرت شیخ عبدالمعبود جیلانی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الاسلام کی کرامت کا اندازہ مجھے اس واقعے سے ہوا کہ دہلی میں میری قیام گاہ سے متصل ہی دیوبندیوں کا جلسہ ہو رہا تھا۔ ایک مقرِر نے دورانِ تقریر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خانصاحب کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ یہ مولانا حامد رضا ''حامد'' نہیں بلکہ ''جامد'' (جام) ہیں۔

تھوڑا ہی وقفہ گزرا تھا کہ لوگوں نے دیکھا کہ اس بے ادب، گستاخ مقرر کی زبان ''جامد'' (جام) ہوگئی اور وہ خود جامد ہوگیا۔ اور چند ہی لمحوں کے بعد موت نے اسے ہمیشہ کے لئے 'جامد' کر دیا اس واقعہ سے جلسے میں کہرام مچ گیا۔ یہاں تک کہ اس نے کچھ بولنا چاہا مگر بول نہ سکا تو اشارے سے قلم دوات طلب کیا اور ایک کاغذ پر مرنے سے قبل یہ لکھ کر مرا۔ ''میں مولانا حامد رضا خاں صاحب کی بے ادبی سے توبہ

کرتا ہوں''

(تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ)

دیوبندیوں کا فرار: حضور حجۃ الاسلام دیوبندیوں سے مناظرہ کرنے کے لئے، اکابر علماء اہل سنت کو ساتھ لیکر لاہور تشریف لے گئے۔ پہلے سے دیوبندیوں سے مناظرہ طے تھا مگر عین وقت پر دیوبندیوں نے آنے سے انکار کر دیا جس سے دیوبندیوں کی شکست فاش ہوئی۔ اور اہل سنت ہمیشہ کی طرح فتح مبین سے سرفراز ہوئے۔''

اسی مناظرے کے موقع پر لاہور میں حجۃ الاسلام کی ملاقات شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال سے ہوئی۔ آپ نے ڈاکٹر اقبال کو جب دیوبندیوں کی گستاخانہ عبارتیں ان کی کتابوں سے پڑھ کر سنائیں تو ڈاکٹر صاحب حیرت میں پڑ گئے، اور بے ساختہ بولے کہ''مولانا یہ تو ایسی ناپاک عبارتیں ہیں کہ ان کے لکھنے والوں پر آسمان ٹوٹ پڑنا چاہئے۔ حضور حجۃ الاسلام کے دو صاحبزادے مفسر اعظم حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب (جیلانی میاں) حضرت مولانا حماد رضا خاں صاحب (نعمانی میاں) اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ حضرت نعمانی میاں علیہ الرحمہ نے تقسیم ہند کے بعد پاکستان میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ اور وہیں آپ کی نسل موجود ہے۔

(بروایت مولانا تسلیم رضا خاں صاحب بریلوی)

(22) سایۂ جملہ مشائخ یا خدا ہم پر رہے

رحم فرما آلِ رحمٰن مصطفےٰ کے واسطے

تشریح:۔ یا الٰہی! مرشد برحق، حضور مفتی اعظم، آلِ رحمٰن حضرت العلام، مفتی مصطفےٰ رضا خاں صاحب نوری علیہ الرحمۃ و الرضوان ''مفتی اعظم ہند'' کے صدقے میں رحم و کرم فرما اور تمام مشائخ طریقت کا سایۂ روحانی ہمیشہ کے لئے ہمارے سروں پر دراز فرما۔

☆ تاجدار اہل سنت، آبروئے قوم وملت، مرشد برحق، آقائے نعمت، حضرت العلام، المفتی الحاج الشاہ ابوالبرکات، محی الدین جیلانی، آل الرحمٰن ''محمد'' مصطفےٰ رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ و الرضوان کی پیدائش بریلی شریف میں ۲۲/ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸/جولائی ۱۸۹۲ء کو پیر کے دن ہوئی۔ اور وصال چودھویں شب محرم الحرام ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۲/نومبر ۱۹۸۱ء منگل بدھ کی درمیانی شب ۱/بجکر ۴۰ منٹ پر ہوا۔ آپ کا مزار اقدس آپ کے والد ماجد سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قُدِّسَ سِرُّہٗ کے پہلو میں فیض بخش عام ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت نے ''محمد'' نام پر عقیقہ کیا اور عرفی نام ''مصطفےٰ رضا'' رکھا گیا اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ ارشاد فرماتے ہیں نام وہ ہوں جن کے احادیث میں فضائل آئے ہیں میرے اور میرے بھائیوں کے جتنے لڑکے پیدا ہوئے میں نے سب کا نام

"محمد" رکھا۔ یہ اور بات ہے کہ یہی نام تاریخی بھی ہو جائے۔ (الملفوظ جلد اول ص ۲۶/)

غور فرمایئے کہ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا نام سرکار اعلیٰ حضرت نے محمد رکھا اور یہی نام تاریخی بھی ہو گیا کہ ۹۲ء میں آپ کی ولادت ہوئی اور نام اقدس کے عدد بھی (۹۲) ہیں۔

اسی طرح اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اپنے صاحبزادۂ اکبر حجۃ الاسلام، حضرت العلام مفتی محمد حامد رضا خاں صاحب قبلہ قُدِّسَ سِرُّہٗ کا نام بھی "محمد" اور عرفی نام "حامد رضا" رکھا اور یہی نام "محمد" تاریخی ہو گیا کہ آپ کی ولادت "۹۲" ۱۲ھ میں ہوئی اور اس نام مبارک کے عدد بھی ۹۲/ ہیں۔ عرف عام میں استعمال کے لئے۔ "حامد رضا" نام تجویز کیا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ زبر و بیّنہ میں "حامد رضا" سے ۱۳۶۲ عدد نکلتے ہیں اور ۱۳۶۲ھ ہی حجۃ الاسلام کا سال وفات ہے۔

اللہ اللہ۔ کتنی شاندار کرامت ہے کہ امام احمد رضا نے سرکار مفتی اعظم ہند کا نام "محمد" (۹۲) رکھ کر جہاں ولادت کا سال ۱۸۹۲ء بتایا وہیں آپ کی عمر ۹۲/ سال بھی بتادی یوں ہی حضرت حجۃ الاسلام کا نام "محمد" (۹۲) رکھ کر ولادت کا سال "۹۲" ۱۲ھ بتایا تو "حامد رضا" نام رکھ کر سنِ وصال ۱۳۶۲ھ بھی بتادیا۔ سبحان اللہ! جب عاشق رسول امام احمد رضا کے علم کا یہ عالم ہے تو محبوب خدا امام الانبیاء کے علم غیب کا کیا عالم ہوگا؟ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ بارگاہ مصطفےٰ علیہ التحیۃ و الثناء میں عرض کرتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

☆حضور مفتی اعظم ہند نے اپنی ۹۲ رسالہ زندگی میں ۲ رکروڑ سے زیادہ مسلمانوں کو داخل سلسلہ کیا۔ سیکڑوں علماء حق کو اپنی اجازت سے نوازا۔ ۴۰ رسے زائد تحقیقی کتابیں قوم وملت کو عطا فرمائیں۔ ایک لاکھ سے زیادہ فتاوی تحریر کیے۔ شدھی تحریک کے زمانے میں صرف چار سالہ مدت میں ۹ رلاکھ لوگوں کو داخل اسلام کیا۔ سرکار مفتی اعظم ہند کے یہ وہ عظیم دینی کارنامے ہیں جن کو دنیا کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔

☆۶ رمہینے کی عمر میں حضرت سیدی ابوالحسین احمد نوری مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی آغوش ولایت میں لیکر داخل سلسلہ فرمایا۔ اور اپنی انگلیاں آپ کے منہ میں داخل کیں۔ آپ کچھ دیر مرشدِ برحق حضرت نوری میاں کی مبارک انگلیاں چوستے رہے۔ اسی وقت حضرت نوری میاں نے تمام سلاسلِ طریقت کی اجازت وخلافت سے نواز کر والد ماجد سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی سے ارشاد فرمایا "یہ بچہ ولی ہے" اس کی نگاہوں سے لاکھوں گمراہ انسان دین حق پر قائم ہوں گے۔ یہ فیض کا دریا بہائے گا"۔

(مفتی اعظم ہند نمبر ماہنامہ استقامت کانپور)

سرکار نوری میاں مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان کا ارشاد "اس کی نگاہوں سے لاکھوں انسان دین حق پر قائم ہوں گے، صد فیصد درست ثابت ہوا۔

شدھی تحریک کے زمانے میں صرف ۴/سال کی مدت میں حضور مفتی اعظم ہند نے تقریبا۹/لاکھ کفار و مرتدین کو دولت اسلام سے مالا مال کیا۔آپ کا یہ وہ عظیم وجلیل اور منفرد المثال کارنامہ ہے جس کو جتنا خراج عقیدت پیش کیا جائے وہ کم ہے۔

حضور حجۃ الاسلام کی طرح حضور مفتی اعظم کو بھی سرکار نوری میاں قُدِّسَ سِرُّہٗ کی اجازت وخلافت کے ساتھ ساتھ اپنے والد ماجد سرکار اعلیٰ حضرت سے بھی خلافت حاصل تھی۔

کرامت: ایک بار حضور مفتی اعظم ہند ٹرین سے سفر کر رہے تھے راستے میں مغرب کا وقت آ گیا،ٹرین ایک اسٹیشن پر رکی۔آپ نے اتر کر وضو کیا اور نماز کی نیت باندھ لی۔فوراًٹرین روانہ ہوگئی۔آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا سامان ٹرین ہی میں تھا۔ آپ نہایت خُشوع وخُضوع کے ساتھ نماز ادا کرتے رہے۔ٹرین کے چلتے ہی کچھ بد عقیدوں نے پھُبتی کسی کہ ''میاں کی گاڑی گئی''

حضرت سکون واطمینان سے نماز پڑھتے رہے،حضرت کے ساتھی سامان جانے کی وجہ سے متفکر تھے۔جیسے ہی حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ گارڈ صاحب بھاگے چلے آ رہے ہیں اور ان کے پیچھے پچاسوں مسافر بھی دوڑتے آ رہے ہیں۔گارڈ صاحب نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا''حضور چلئے گاڑی رک گئی ہے۔''حضرت نے فرمایا''انجن خراب ہوگیا ہے'' آخر کار حضرت گاڑی میں سوار ہوئے انجن بدلا گیا۔اس طرح ۴۵/منٹ کی تاخیر سے گاڑی روانہ ہوئی۔

(مفتی اعظم ہند نمبر ماہنامہ استقامت کانپور)

☆ایک بار حضور مفتیٔ اعظم حضرت نظام الدین اولیاء کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے دہلی تشریف لے گئے آپکا قیام کوچہ چیلان میں جناب اشفاق احمد صاحب کے مکان پر تھا۔ اشفاق صاحب کے مکان کے نزدیک نجدیت زدہ ایک مولوی اپنے نام نہاد علم کا رعب قائم کئے ہوئے تھا حضور مفتیٔ اعظم کی آمد سے بہت جُز بُز ہوا علم کا زُعم بہت تھا۔

لہذا مسئلۂ علمِ غیب پر الجھ پڑا حضور مفتیٔ اعظم نے اس کو پورا موقع عطا فرمایا کہ وہ اپنے سارے دلائل بیان کردے کافی دیر تک وہ وَاہی تباہی باتیں کرتا رہا حضور مفتیٔ اعظم خاموشی سے اس کی گفتگو سماعت فرماتے رہے جب مولوی مذکور نے اپنی گفتگو ختم کی تو قاعدے کے مطابق حضور مفتیٔ اعظم کو موقع دینا چاہئے تھا کہ آپ اس کے دلائل پر اپنی آراء کا اظہار فرمائیں مگر چونکہ نجدیت کی خاصیت ہی ضِد اور ہٹ دھرمی ہے اس لئے حضور مفتیٔ اعظم کے دلائل سننے پر آمادہ نہیں ہوا تو حضور مفتیٔ اعظم نے فرمایا کہ ''بیوہ ماں کے حقوق بیٹے پر کیا ہیں؟ مولوی صاحب معاملہ کی نوعیت سمجھ نہ سکے اور بولے یہ غیر متعلق سوال ہے میں اس کا جواب نہیں دونگا حضور مفتیٔ اعظم نے فرمایا کہ تم میرے کسی سوال کا جواب نہ دینا مگر میرے چند سوالات سن لو میں نے تو تمہاری تقریر پونے دو گھنٹے تک سنی ہے۔ بادل نخواستہ مولوی صاحب حضور مفتیٔ اعظم کے سوالات سننے کو تیار ہوئے تو حضور مفتیٔ اعظم نے دوسرا سوال کیا۔ کیا کسی سے مال لیکر رُوپوش ہونا جائز ہے؟ کیا اپنے معذُور بیٹے کی کفالت سے دست کش ہوکر اسے بھیک مانگنے کے لئے چھوڑ دینا جائز ہے؟ کیا حج بدل کے اخراجات کسی

سے لیکر حج۔۔۔۔حضور مفتی اعظم کا یہ سوال پورا ابھی نہیں ہوا تھا کہ مولوی صاحب موصوف آگے بڑھے اور حضور مفتیِ اعظم کے قدم پکڑتے ہوئے کہا بس کیجئے علم غیب کا مسئلہ حل ہوگیا۔ یہ بات آج میری سمجھ میں آگئی کہ رسول اکرم ﷺ کو علمِ غیب حاصل ہے اور نبی مکرم ﷺ کے پاس علم غیب ہونا ہی چاہئے ورنہ منافقین مسلمانوں کی تنظیم کو تباہ و برباد کردیتے اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو میرے متعلق ایسی باتیں بتادیں جو یہاں دہلی میں کوئی نہیں جانتا ہے۔ (مولوی صاحب موصوف دہلی کے ساکن نہیں تھے) تو بارگاہِ علیم سے سرور کائنات ﷺ پر کیا انکشاف نہ ہوتے ہوں گے۔

مولوی صاحب اسی وقت تائب ہوکر حضور مفتیِ اعظم سے بیعت ہوگئے۔

☆ایک بار رامپور سے کچھ لوگ داخل سلسلہ ہونے کے ارادہ سے حضور مفتیِ اعظم کے دربار گوہر بار میں آرہے تھے ایک آزاد مزاج بد عقیدہ جس کا نام اشرف خاں تھا بھی ان لوگوں کے ہمراہ لگ گیا کہ بریلی پہونچ کر حضور مفتیِ اعظم سے ایسے سوال کرے گا کہ حضرت مفتی اعظم پریشان ہوجائیں۔ ریل رامپور سے چل کر بریلی کے اسٹیشن پر رکی تو دیکھا کہ جناب کا ٹکٹ جیب سے غائب ہے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ٹکٹ گر گیا۔ لہذا وہ اپنا ٹکٹ دِکھا کر باہر سے پلیٹ فارم ٹکٹ اس کے لئے لے آئیں تا کہ اسٹیشن سے باہر جاسکے رامپور کے وہ احباب اس کے لئے پلیٹ فارم کا ٹکٹ لینے کے لئے باہر کو آئے کہ اس اثنا میں ایک شخص اجنبی نے اشرف خاں کا ہاتھ پکڑ کر کہا تمہارے پاس ٹکٹ نہیں ہے آؤ میرے ساتھ اور اشرف خاں کا ہاتھ پکڑ کر گیٹ کی طرف بڑھا اور ٹی سی کے سامنے

سے ہوکر اسٹیشن کے باہر پہونچا کر اجنبی غائب ہو گیا۔

رامپور کے عقیدت مند رحمت خاں کے ساتھ حضور مفتیٔ اعظم کے دربار گہربار میں آئے حضور مفتیٔ اعظم نے رحمت خاں سے رام پور کے احباب کا حال دریافت فرمایا رحمت خاں نے عرض کیا حضور سب خیریت سے ہیں چار افراد رامپور سے آئے ہیں داخلِ سلسلہ فرمالیں حکم ہو تو پیش کروں آپ کا اشارہ پا کر رحمت خاں نے پانچ آدمیوں کو پیش کیا حضور مفتیٔ اعظم نے فرمایا رحمت خاں تم نے تو چار افراد کو داخل سلسلہ کرنے کے لئے کہا تھا یہ تو پانچ ہیں۔ رحمت خاں نے عرض کیا حضور رام پور سے داخل سلسلہ ہونے تو چار ہی افراد آئے تھے یہ اشرف خاں ہمارے ساتھ آئے ہیں مگر داخل سلسلہ ہونے کی نیت سے نہیں آئے اسے سب لوگ فلسفی کہتے ہیں آپ سے گفتگو کرنے آئے تھے۔ مگر اب بیعت ہونا چاہتے ہیں۔

حضور مفتیٔ اعظم نے فرمایا تم مجھ سے کیا گفتگو کرنا چاہتے ہو۔ اشرف خاں نے جواباً عرض کیا کہ حضور آیا تو گفتگو کرنے کی نیت سے تھا اب صرف بیعت کا آرزومند ہوں۔ حضور نے میری دستگیری فرمائی ہے۔

حضور مفتیٔ اعظم نے فرمایا کہ اشرف خاں تم ہم سے ملنے آئے تھے ملاقات کے مقاصِد کچھ بھی ہوں مگر ہمارا اخلاق اس بات کو کیسے گوارہ کر لیتا کہ ہمارا مہمان پریشان ہو تو اس کی مدد دوسرے کریں۔ اسٹیشن والی بات بھول جاؤ تم وہ باتیں ضرور کرو جو تم کرنا چاہتے ہو۔

اشرف خاں نے عرض کیا حضور مجھے آپ مل گئے تو میرا کوئی سوال تشنۂ جواب

نہ رہا بس اپنی غلامی میں لے لیجئے تا کہ فکر و نظر کی آوارگی کا عذاب ختم ہو جائے آپ نے پانچوں افراد کو بیعت کیا۔

روشن ضمیر ولی کامل نے اشرف خاں فلسفی کے دل کو اپنی قوت رُوحانی سے دھو کر تمام شکوک وشبہات کی دلدل سے نکال کر صحیح عقیدہ مسلمان بنا دیا۔

(حیاتِ مفتیٔ اعظم صفحہ 263)

☆ حاجی تقی صاحب الہٰ باد کے رہنے والے تھے کراچی سے حج کرنے کے لئے گئے مناسکِ حج ادا کرتے ہوئے حضور مفتیٔ اعظم ہند کی ہدایتیں یاد آنے لگیں مناسک حج ادا کرنے کے بعد جب حاجی صاحب مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو روضۂ نبی اکرم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد مُلتجی ہوئے کہ سرکار آپ کی محبت کو جس نے میرا ایمان کامل بنا دیا ہے ان کے دیدار کے لئے آنکھیں ترس رہیں ہیں ان کا دیدار ہو جائے تو ان سے آپ کے جلوؤں کی بھیک مانگ لوں روضۂ سرکار ﷺ پر درخواست پیش کر کے زار وقطار رونے لگے۔

حاجی تقی صاحب۔ اس روز عصر کی نماز مسجد نبوی میں پڑھنے کے بعد مسجد نبوی سے باہر نکلے تو دیکھا کہ حضور مفتیٔ اعظم ہند سامنے سے چلے آ رہے ہیں دوڑ کر حاجی تقی نے دست بوسی کی مُعانقہ سے سرفراز ہوئے تو حضور مفتیٔ اعظم ہند نے فرمایا چلو مسجد میں چلو یہ وقت باہر جانے کا نہیں ہے مسجد نبوی میں حاجی صاحب کو بٹھا کر فرمایا کہ آنکھیں بند کر لو۔ تا کہ دیدۂ باطن کھل جائے حاجی صاحب نے تعمیل کی تو دیکھا کہ بغداد شریف میں حضور سیدنا غوث اعظم کے مزارِ اقدس کے سامنے موجود ہیں۔ ابھی

مزار اقدس کو عقیدت و محبت سے نہار ہی رہے تھے کہ حضور سیدنا غوث اعظم مزار اقدس سے تشریف لائے حاجی صاحب قدم بوسی کے لئے بڑھے تو سیدنا غوث اعظم نے ان کا ہاتھ تھام کر فرمایا۔ ''آ مصطفیٰ رضا کے لاڈلے تجھے میں سرکار دو عالم ﷺ کے عالی شان دربار میں لے چلوں'' دوسرے ہی لمحے ایک عالیشان دربار میں تھے جہاں انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی تھی صحابۂ کبار بیٹھے تھے اور شہ نشیں پر حضور نبی کریم ﷺ اپنی جمالی تجلیات کے ساتھ رونق افروز تھے۔ حاجی صاحب نے کچھ دیر تو سرکار دو عالم ﷺ کے جمالِ جہاں آراء سے کسبِ نور کیا پھر شدت جذبات میں ''یا رسول اللہ'' کا ایک نعرہ لگایا اس نعرے کے ساتھ ہی ایمان افروز، روح پرور منظر آنکھوں سے اوجھل ہو گیا اپنے اطراف و جوانب بیٹھے ہوئے لوگوں کے احتجاج کی آواز کان میں آئی کہ کوئی کہہ رہا تھا کہ دوسروں کے معمولات میں کیوں رخنہ ڈالتے ہو۔ کسی نے کہا یہ کلمۂ شرک ہے اور حاجی تقی سارے احتجاج کو نظر انداز کر کے دعا کرنے لگے حاجی صاحب کو فوراً ہی اپنے مرشد گرامی حضور مفتیِ اعظم ہند کا خیال آیا تو آنکھیں کھول کر دیکھا تو حضور مفتیِ اعظم ہند کو نہ پایا۔ حاجی تقی صاحب بڑے وثوق سے کہتے ہیں کہ جس نے حضور سیدنا غوث اعظم کو نہ دیکھا ہو وہ حضور مفتیِ اعظم ہند کو دیکھ لے ان دونوں بزرگوں میں ایسی کامل مُشابہت ہے جیسے کسی صورت کی اپنی عکسِ آئینہ سے ہوتی ہے۔

آج مادہ پرستی کے دور میں حضور مفتیِ اعظم ہند کے کمالات و تصرفاتِ روحانی اس اَمر کا بیّن ثبوت ہیں کہ ہمارے اسلاف کرام کے تصرّفات و کمالات پر مبنی واقعات و

کرامات محض افسانہ نہیں ہیں بلکہ حقیقت ہیں جنکو یقین نہ ہو وہ مصطفٰے رضا کے کمالات وتصرفاتِ روحانی دیکھ کر نعمتِ یقین حاصل کرلے کہ حضور مفتی اعظم ہند اپنے اسلاف کرام کی یادگار ہیں۔

(حیات مفتی اعظم صفحہ 278)

☆ جب حضور مفتی اعظم ہند کے جنازے کو غسل دیا جارہا تھا۔ تو ران سے ذرا سی چادر ہٹ گئی۔ یکایک حضرت نے دست مبارک بڑھایا اور اپنی دو انگلیوں سے چادر کو پکڑ کر ران کو ڈھک لیا۔ آپ کی انگلیوں نے اس وقت تک چادر کو نہیں چھوڑا جب تک لوگوں نے قاعدے سے آپ کی ران کو ڈھک نہ دیا۔

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

☆ حضور مفتی اعظم ہند قُدِّسَ سِرُّہٗ کا وصال منگل بدھ کی درمیانی شب میں ا ربجکر ۴۰ منٹ پر ہوا۔ اور آپ کی تدفین تیسرے دن یعنی جمعہ کو عمل میں آئی، جلوسِ جنازہ میں ایک محتاط اندازے کے مطابق ۲۵ ر لاکھ عقیدت مندوں نے شرکت کی۔

آپ کے وصال پر پورا شہر سوگوار تھا، فضا اداس تھی، ماحول غمزدہ تھا، ہر چہرہ مرجھایا ہوا اور ہر آنکھ نم تھی، شہر کی دوکانیں، دفاتر بند، مدارس ومکاتب مقفل، عجیب غم وافسوس میں ڈوبا ہوا ماحول، اب تک دنیا کی تاریخ میں کسی مذہبی پیشوا کے جلوسِ جنازہ میں اتنی بڑی تعداد ریکارڈ نہیں کی گئی بہت سے مودودی کمیونزم وغیرہ صرف جلوس جنازہ دیکھ کر اپنے عقائد باطلہ سے تائب ہو گئے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

(تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ)

ارشادات مبارکہ

☆ جو سخاوت کرے گا وہ سردار ہوگا۔ جو بخیلی کرے گا وہ ذلیل وخوار ہوگا۔ (امام حسین)

☆ جو اپنے بھائی کی بھلائی کرے گا وہ اُس کا اجر ضرور پائے گا۔ (امام حسین)

☆ تمام خوبیوں کا مجموعہ علم سیکھنا اور عمل کرنا پھر دوسروں کو سکھانا ہے۔ (غوث اعظم)

☆ مومن جس قدر بوڑھا ہوتا ہے۔ اُسکا ایمان اُتنا ہی طاقت ور ہوتا ہے۔ (غوث اعظم)

☆ اُن لوگوں کے گھر ہرگز نہ جائیں جو دنیوی لہو ولعب میں لگے رہتے ہیں۔ (شاہ برکت)

☆ اُن لوگوں سے ضرور ملیں۔ جن کا ظاہر دین ودیانت سے آراستہ ہو۔ (شاہ برکت)

☆ علم وعمل کو اوّلیت دیں اور اُس پر کبھی غرور نہ کریں۔ (شاہ برکت)

☆ بدمذہب کی صحبت سے دور رہو کہ اُس کی وجہ سے اعتقاد میں فرق وسستی آتی ہے۔

(نوری میاں)

☆ طریقت شریعت کے بغیر نہیں، شریعت درخت ہے اور طریقت اس کا پھل۔

(نوری میاں)

غلام غوث اعظم بے کس ومضطر نمی ماند

اگر ماند، شبے ماند، شبے دیگر نمی ماند

ترجمہ: غوث اعظم کا غلام بے کس اور پریشان نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا ہے تو صرف ایک رات کے لئے۔ دوسری رات آنے سے پہلے اُس کی مدد ہو جاتی ہے۔

پیشکش

الحاج امام نوشاد علی، ہورن، ہالینڈ

نوٹ= استاذ مشفق

جناب قاری عبدالرحمٰن خان قادری صاحب قب

مدرس جامعہ رضویہ منظر اسلام

بریلی شریف

کی مزید کتب

سُنّیت اور وہابیت کے درمیان خطِ امتیاز کھینچنے والی ایک آسان، عام فہم اور بااثر کتاب

بنام

حق و باطل کی پہچان

مؤلف

علامہ قاری عبدالرحمٰن خان قادری

مدرس جامعہ رضویہ منظرِ اسلام، بریلی شریف یوپی

امام احمد رضا لائبریری
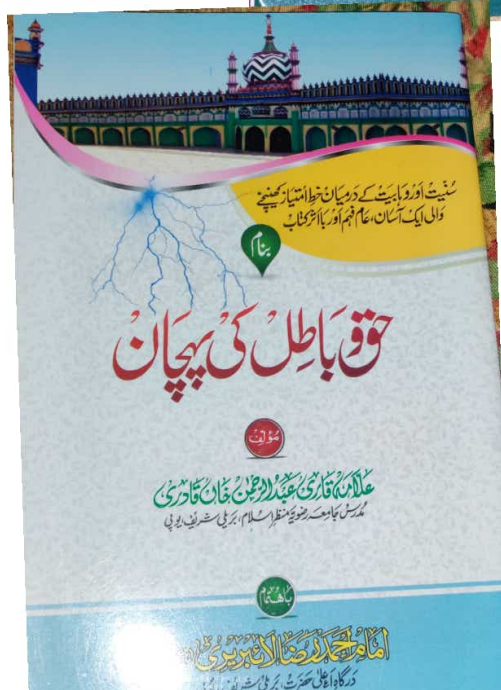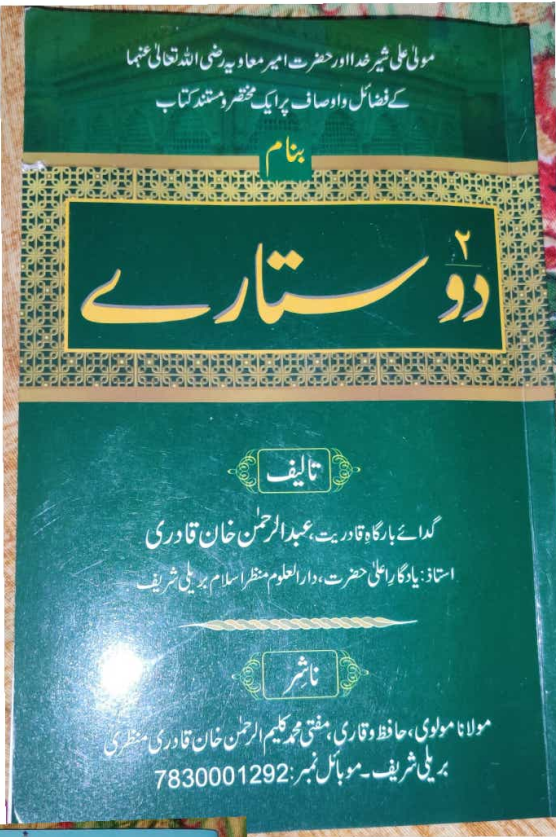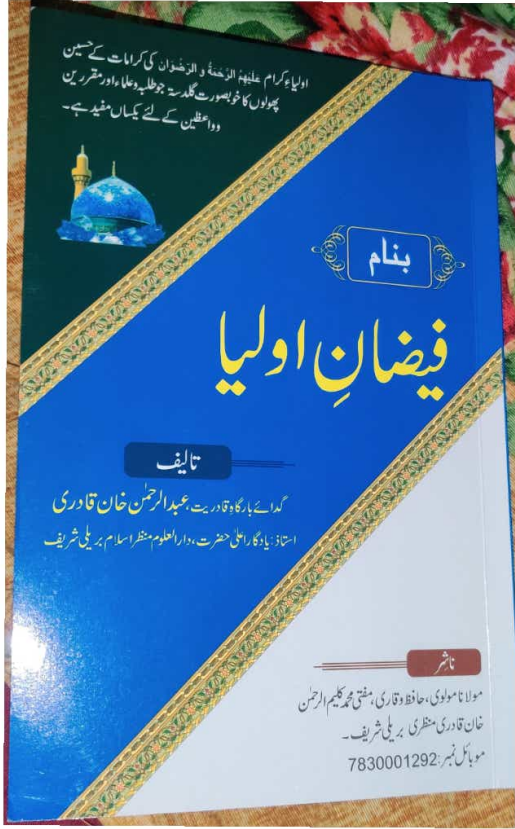
ارشاداتِ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ

- علم مال سے بہتر ہے کیوں کہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے۔اور تم مال کی حفاظت کرتے ہو۔
- "مال" خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور "علم" بڑھتا ہے۔(مال چوری جاسکتا ہے مگر "علم" نہیں)
- "صبر" ایک ایسی سواری ہے جو کبھی ٹھوکر نہیں کھاتی۔
- دشمن کے حسن سلوک پر بھروسہ مت کرو کیوں کہ پانی کو آگ سے کتنا ہی گرم کیا جائے۔وہ پھر بھی آگ کو بجھانے کے لئے کافی ہے۔
- شریف عالم، تواضع اختیار کرتا ہے اور جب کمینہ باعمل ہو جائے تو وہ بڑائی اور غرور کرنے لگتا ہے۔
- بے شک "دنیا و آخرت" کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کی دو بیویاں ہوں کہ جب ایک کو راضی کرتا ہے تو دوسری ناخوش ہو جاتی ہے۔
- جب رزق کی تنگی ہو تو کثرت سے "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ" اور "کلمۂ طیبہ" پڑھ کشادگی ہوگی اور رزق حاصل ہوگا۔
- بُرائیوں سے بچنا نیکیاں کمانے سے بہتر ہے۔
- دنیاداروں کی دوستی ایک معمولی اور ادنیٰ سی بات سے ختم ہو جاتی ہے۔

پیش کش:

داعیٔ علم وحکمت، عالیجناب محترم محمد فیروز خان صاحب قادری

بانی وسربراہ: تحریک "ہم پڑھیں، ہم بڑھیں" موہالی۔ چنڈی گڑھ

Publisher

- Sunni Razavi Society International (U.K)
- Anjuman Gulshane Ghazia Noorla, Pir Bahora, Bareilly Sharif